عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل
جلد نمبر: ۱۰ شمارہ نمبر ۱۸
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

مختصر
تاریخ نبوی
صلے اللہ علیہ وسلم

میدان اُحد کے شہید اوّل
عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ،
جن کے جنازے پر اللہ کے فرشتوں نے سایہ کیا۔

ھدایاتِ بزرگاں
بندے کی پیدائش کا مقصد عبادت و بندگی ہے۔
حصولِ انوار، تجلیات اور کشف و کرامت مقصد نہیں ہے۔

اہلِ باطل کے ظاہر سے دھوکہ نہ کھائیں
جب انسان اپنے اندر کی حقیقتوں کو نہیں سمجھ پاتا
تو وہ ذاتِ خداوندی کو کیسے سمجھے گا۔

اکھنڈ بھارت اور مرزائی
جواہر لعل نہرو انگریز کا باغی
اور مرزا انگریز کا خود کاشتہ پودا
اس کے باوجود پنڈت جی کو مرزائیوں کا درد، آخر کیوں؟

ایک جھوٹے مراقی شخص کا سائیکالوجی تجزیہ اور تحلیل نفسی

مرزا قادیانی
نبی یا نفسیاتی مریض

اندرونِ سندھ فسادات کرانے کی نئی قادیانی سازش
سابقہ فسادات میں ہزاروں افراد جاں بحق ہو چکے ہیں۔ لیکن یہ بات ہم دعوئی سے کہہ سکتے ہیں کہ مرنے والوں میں ایک بھی مرزائی نہ تھا۔

خوش

گیارھویں سالانہ کُل پاکستان

۲ روزہ ختمِ نبوّت کانفرنس

مسلم کالونی صدیق آباد ربوہ

۱۷/۱۸ اکتوبر ۱۹۹۱ء بروز جمعرات، جمعہ شب و روز

زیرِ صدارت: امیر مرکزیہ مخدوم المشائخ حضرت مولانا

خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی

جس میں مُلک بھر کے عُلماء مشائخ، تمام مکاتبِ فکر کے زُعماء خطاب فرمائیں گے۔ شمعِ رسالتؐ کے پروانوں سے بھرپور شرکت کی استدعا ہے

شعبۂ نشر و اشاعت: **عالمی مجلس تحفّظ ختمِ نبوّت** (صدر دفتر ملتان پاکستان)

رابطے کے لیے: ملتان فون نمبر 40978 — ربوہ فون نمبر 966

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۰	۲۴ تا ۳۰ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ بمطابق ۴ تا ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۱ء شمسی	شمارہ نمبر ۱۸

مدیر مسئول ـــ عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱:۔ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ـــ ۴

۲:۔ فسادات کرانے کی نئی قادیانی سازش (اداریہ) ـــ ۵

۳:۔ مختصر تاریخ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ـــ ۶

۴:۔ ہدایات بزرگاں ـــ ۹

۵:۔ میدان احد کے شہید اول ـــ ۱۰

۶:۔ اہل باطل کے ظاہر سے دھوکہ نہ کھائیں ـــ ۱۲

۷:۔ بدگمانی بہت بڑا جھوٹ ہے ـــ ۱۳

۸:۔ فیاضی اور جود و سخا کے نمونے ـــ ۱۴

۹:۔ اکھنڈ بھارت اور مرزائی ـــ ۱۵

۱۰:۔ مرزا قادیانی نبی یا نفسیاتی مریض؟ ـــ ۱۹

۱۱:۔ یہ ہے قادیانی مذہب (آخری قسط) ـــ ۲۲

۱۲:۔ ارشاد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ـــ ۲۵

۱۳:۔ میں اس کا بیٹا ہوں ـــ ۲۷

۱۴:۔ جنت میں گھر بنا لیں ـــ ۲۸

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا

خان محمد صاحب مدظلہ

خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا محمد احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

قانونی مشیر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ

کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان

فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCK WELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۳۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک

۳۵ ڈالر

چیک یا ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت" الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۴۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

ایڈیٹر پبلشر عبدالرحمٰن یعقوب باوا ـــ طابع ـــ مطبع ـــ مقام اشاعت

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

نعت

(پروفیسر ایم فیروزالدین سلیم ککھی بھیرہ)

تخت و کلاہ نہ حشمت و زر چاہیئے مجھے — میں بے مُراد، ایک نظر چاہیئے مجھے

اُمڈا ہوا زمیں پہ ہے طغیان تیرگی — اے تاجدارِ دہر، سحر چاہیئے مجھے

اس انتشارِ فکر و فراست عہد میں — آسودگیٔ قلب و نظر چاہیئے مجھے

میں زندگی کے کرب سے اُکتا چکا بہت — اب آخرت کا رختِ سفر چاہیئے مجھے

اِک عمر ہو گئی ہے کہ میں کا ذبوں میں ہوں — مولا صداقتوں کی سحر چاہیئے مجھے

نہ حرف میں گداز، نہ تاثیر فن میں ہے — میں بے ہُنر جمالِ ہنر چاہیئے مجھے

اے شہرِ علم، حرف و معانی کو دے جلا — میرا سُخن سُخن ہو، اثر چاہیئے مجھے

میرے سیاہ نامۂ اعمال کے لیئے — تیری نظر، نہ شمس و قمر چاہیئے مجھے

مرتے ہوئے بھی ہو گی یہی آرزو مری — مر کر ترے دیار میں گھر چاہیئے مجھے

اوروں کے در پہ کیوں کروں دستِ گدا دراز — بہر سوال تیرا ہی در چاہیئے مجھے

اُمید لے کے آیا ہے در پر ترے سلیم
خیر البشرؐ، مقامِ بشر چاہیئے مجھے

اندرون سندھ فسادات کرانے کی نئی قادیانی سازش

سابقہ فسادات میں ہزاروں افراد جاں بحق ہوئے لیکن یہ بات ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ مرنے والوں میں ایک بھی مرزائی نہ تھا۔

جب کراچی میں فسادات زوروں پر تھے تو اس وقت ہم نے کہا تھا کہ ان فسادات کے پس پردہ اکھنڈ بھارت کے حامی اور پاکستان و اسلام دشمن ٹولے کا ہاتھ ہے۔ آج سے چند سال پہلے کراچی اور حیدر آباد امن کا گہوارہ تھے۔ مہاجر، سندھی، پنجابی، پٹھان سب ہی پیار و محبت کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے۔ لیکن پھر قادیانیوں کے جھوٹے پیشوا مرزا طاہر نے لندن کے جلسے میں یہ بیان دیا کہ سندھ میں افغانستان جیسے حالات پیدا ہو جائیں گے۔ بظاہر یہ بیان ایک پیش گوئی کا انداز لیے ہوئے ہے لیکن اس کے پس پردہ سندھ کراچی اور حیدر آباد کے خلاف فسادات کا منصوبہ تھا جسے استعارے کی زبان میں بیان کیا گیا دوسرے لفظوں میں پیش گوئی یا استعارے کے انداز میں اپنی فوجی تنظیم فرقان بٹالین یعنی خدام الاحمدیہ کے سپاہیوں کو گرین سگنل دیا کہ جلی جنگ کا بگل بج چکا ہے اپنے مورچوں پر اپنے جھنڈے گاڑ دو۔ (یہ الفاظ بھی مرزا طاہر ہی کے ہیں)

اس گرین سگنل کے بعد کراچی اور حیدر آباد فسادات کی لپیٹ میں آگئے فسادات کی لہر اندرون سندھ بھی پہنچ گئی۔ ان فسادات میں ہزاروں افراد جاں بحق ہوئے یہ بات ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ مرنے والوں میں ایک بھی مرزائی نہ تھا۔ گرین ٹاؤن اور ماڈل ٹاؤن کراچی میں قادیانیوں کے گڑھ سمجھے جاتے ہیں۔ گو تعداد میں وہ تھوڑے ہیں لیکن فساد میں سب سے آگے ہیں۔ یہ دونوں علاقے اکثر فساد کی لپیٹ میں رہتے ہیں۔ وہاں قادیانیوں نے جو کردار ادا کیا وہ مراسلات کی صورت میں اخبارات میں چھپ چکا ہے ہم نے بھی وہ مراسلات شائع کئے ہیں وہاں قادیانیوں کا طریقہ کار یہ تھا کہ پنجابیوں کے پاس جا کر وہ کہتے کہ مہاجر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ اگر اسلحہ وغیرہ کی ضرورت ہو تو ہم تمہاری ہر طرح سے امداد کرنے کے لیے تیار ہیں۔ یہی بات مہاجروں سے جا کر کہتے ان کی یہ سخن چینی فساد کا باعث بن جاتی اور وہاں پنجابی مہاجر فساد شروع ہو جاتا جس کی وجہ سے بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہو جاتیں۔ پھر کرفیو لگتا خواہ مخواہ پورے علاقے کو زبردست پریشانی اٹھانا پڑتی۔ الغرض ماڈل ٹاؤن، گرین ٹاؤن ہی میں نہیں بلکہ پورے کراچی میں ان کا یہی کردار رہا جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان آپس میں لڑیں مریں۔ ان کی تعداد بھی کم ہو ان میں انتشار بھی پیدا ہو جائے اور ساتھ ہی قادیانی یہ پروپیگنڈہ بھی کر سکیں کہ ہمارے (نام نہاد) خلیفہ مرزا طاہر نے موجودہ حالات کے بارے میں پہلے ہی پیشگوئی کر دی تھی کہ سندھ میں افغانستان جیسے حالات پیدا ہوں گے خود دیکھ لو کہ وہ حالات پیدا ہو رہے ہیں اور ہمارے خلیفہ کی پیش گوئی پوری ہو چکی ہے۔

آپ حضرات کے علم میں یہ بات ہوگی کہ مرزا طاہر ایک غنڈہ ہے یہی وہ شخص ہے جس نے ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج کے نہتے طلبہ پر حملہ کرایا تھا جس کے نتیجہ میں وہ زخمی ہو گئے اگر اس میں شرافت نام کی کوئی چیز ہوتی تو مرزا طاہر ایسی حرکت قطعاً نہ کرتا لیکن وہ تو فطرتاً غنڈہ ہے غنڈہ ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ علم سے کورا ہے یوں سادہ لوح مرزائیوں پر دھونس جمانے کے لئے وہ یہ راگ الاپتا رہتا ہے کہ میں خدا کا مامور ہوں اور مجھے علم لدنی حاصل ہے۔ (نعوذ باللہ) بہر حال کراچی میں جو کچھ ہوا وہ کوئی پیش گوئی نہیں بلکہ سازش تھی اور وہ سازش ابھی ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے اب مرزا طاہر نے یہ سوچ لیا ہے کہ کراچی اور حیدر آباد میں ہماری دال نہیں گلتی نظر نہیں آتی تو اس نے اندرون سندھ فساد کرانے کا نیا منصوبہ بنایا ہے اور وہ ہے رات کے اندھیرے میں دیواروں اور مکانوں پر ایسے اشتعال انگیز نعروں کی چاکنگ جس سے سندھ کے اندرونی حصے میں فسادات بھڑک اٹھیں اور وہاں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو جائے اخبار کی خبر ملاحظہ ہو:-

ٹنڈو آدم یار (پ پ ا) اندرون سندھ کے مختلف شہروں میں پراسرار چاکنگ جاری ہے جس میں مختلف گروہوں کے خلاف اشتعال انگیز نعرے درج ہوتے ہیں۔ اندرون سندھ کے مختلف شہروں سے یہاں موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق ایک خصوصی شر انگیز مہم کے طور پر سندھ میں پراسرار چاکنگ کی جا رہی ہے۔ جس میں مختلف مذہبی گروہوں، لسانی جماعتوں اور قوم پرستوں کی مخالفت و حمایت میں نعرے درج کئے جا رہے ہیں۔ یہ پراسرار چاکنگ انتہائی سوچے سمجھے منصوبہ کا حصہ معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ مخالفین کے علاقوں میں حمایت کے اشتعال انگیز نعرے درج کئے جاتے ہیں۔ مثلاً شیعہ نظریات ماننے والوں کے علاقوں یا گھروں کی دیواروں پر انہی کے خلاف انتہائی شر انگیز نعرے رات کے اندھیرے میں درج کئے جاتے ہیں۔ جب کہ سنیوں کے علاقوں میں جہاں کشیدگی موجود ہو ان کے خلاف نعرے درج

سے جاتے ہیں اور ان نعروں کے آخر میں جماعت یا فرقہ کا نام بھی درج کیا جاتا ہے تاکہ تصادم کو عملی شکل دی جاسکے سندھی قوم پرستوں کے علاقوں میں ان کے خلاف نازیبا الفاظ میں نعرے درج کئے جاتے ہیں آخر میں مخالفین کا نام درج کردیا جاتا ہے۔ اس طرح ایم کیو ایم کے علاقوں میں اشتعال انگیز نعرے درج کرکے کسی مخالف تنظیم کا نام درج کردیا جاتا ہے اطلاعات کے مطابق حبیب آباد، نیرجلو، شہداد پور، نواب شاہ وغیرہ میں اس قسم کی پراسرار سرگرمیاں جاری ہیں تاہم پولیس ابھی تک اس سازش کے پیچھے موجود عناصر کی نشاندہی سے قاصر ہے۔ (جسارت ۱۹ اگست ۱۹۹۱ء)

جو لوگ قادیانیوں کی فطرت سے واقف ہیں وہ اس بات کی تصدیق کریں گے کہ یہ حرکت اندرون سندھ فسادات کی آگ بھڑکانے کے لیے صرف اور صرف مرزائی کر رہے ہیں حکومت سے ہمیں یہی گلہ ہے کہ وہ اصل مجرموں کو پکڑنے کی بجائے بے گناہ لوگوں کو پکڑ کر جیل میں ٹھونس دیتی ہے۔ ہم ایک بار نہیں بار بار حکمرانوں کو اس مسئلہ کی طرف متوجہ کرچکے ہیں۔ لیکن حکمران یہ بیان تو دیتے ہیں کہ ملک کو خطرات کا سامنا ہے اور یہ کہ پاکستان کی سرحد کے ساتھ بھارت نے فوجیں جمع کرنا شروع کردی ہیں۔ لیکن پاکستان میں موجود بھارت کے ایجنٹ قادیانیوں پر ہاتھ نہیں ڈالتے شاید حکمرانوں کو یہ خطرہ ہے کہ اگر قادیانیوں پر ہاتھ ڈالا تو ہمارا آقا امریکہ ناراض ہوجائے گا لیکن حکمرانوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ امریکہ کی کتنی بھی چاپلوسی اور خوشامد کریں امریکہ اہل اسلام کا ہرگز ہرگز خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔

مختصر تاریخ نبوی ۴

مولانا محمد عثمانی معروفی

ولادت باسعادت

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت واقعہ فیل کے پچاس روز بعد بروز دوشنبہ ۹ ربیع الاول ۲۰ اپریل ۵۷۱ء یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی کو ہوئی۔ والد کی طرف سے سلسلۂ نسب یہ ہے۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ والدہ کی طرف سے نسب یہ ہے محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب، کلاب بن مرہ پر والد اور والدہ دونوں کا نسب جاکر مل جاتا ہے۔ آپؐ کی اور حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے درمیان ۵۷۱ سال کا زمانہ ہے۔

آپؐ کی ولادت سے دو ماہ قبل ہی آپ کے والد ماجد کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوگیا تھا جبکہ وہ بغرض تجارت ملک شام کی طرف جاتے ہوئے بیمار پڑ گئے۔ بیماری کی حالت میں مدینہ پہنچے اور آپؐ کے ننہال بنی نجار میں وفات پاگئے۔ سب سے پہلے حضرت آمنہ نے تین چار روز تک دودھ پلایا۔ اور پھر ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے پلایا جنہوں نے آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ ایک ہفتہ بعد حضرت حلیمہ سعدیہ بنت ذؤیب نے قبیلہ ہوازن میں تربیت کی۔ دو برس بعد آپؐ کو مکہ معظمہ واپس لائیں۔ اس وقت مکہ میں وبا پھیلی ہوئی تھی اس لئے پھر آپؐ کو واپس لے گئیں۔ اس طرح ۵۷۷ء تک چھ برس تک آپؐ کی پرورش کی سعادت حاصل کی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس مدت میں حضرت حلیمہ نے آپؐ کے لیے ایسے عجیب وغریب حالات دیکھے جو دوسرے بچوں میں نظر نہیں آتے اس کے بعد دو ماہ دس دن آپ کی والدہ ماجدہ نے پرورش کی۔ آپؐ کی عمر ابھی چھ برس کی تھی کہ آپؐ کی والدہ آپؐ کے ننہال بنی نجار میں مدینہ منورہ اپنے ہمراہ لے گئیں۔ مدینہ سے واپسی پر مقام ابواء میں والدہ کا انتقال ہوگیا۔ ام ایمن لونڈی بھی اس سفر میں ساتھ تھیں۔ انہوں نے اپنی آغوش میں لیا اور مکہ واپس لائیں تو دادا عبدالمطلب آپؐ کے کفیل ہوئے۔ دو سال دادا نے کفالت کی ہی تھی کہ ان کا بھی بعمر ۸۲ سال انتقال ہوگیا۔ اس وقت آپ آٹھ برس کے تھے اور پورے طور پر یتیم ہوچکے تھے۔ دادا کے انتقال کے بعد چچا ابوطالب کفیل بنے اور بڑی محبت سے پرورش کی۔ نو دس برس کی عمر میں ۵۸۰ء–۵۸۱ء میں آپؐ نے گلہ بانی کی خدمت انجام دی۔

پہلا سفر

۵۸۳ء میں بعمر تیرہ سال ابوطالب کے ہمراہ ملک شام کا پہلا سفر کیا جب بصریٰ پہنچے تو وہاں بحیرا راہب کی نظر آپؐ پر پڑی۔ اس نے آپؐ میں علامات نبوت دیکھ کر ابوطالب سے کہا کہ اس بچہ کی حفاظت کیجئے اس کی شان نرالی ہے بحیرا راہب مقام تیماء کے علماء یہود میں سے تھا یا بقول بعض نصرانی راہب تھا۔

پیشۂ تجارت

۵۹۱ء سے ۵۹۶ء تک آپؐ نے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا۔

دوسرا سفر

۵۹۵ء میں بعمر ۲۵ سال ملک شام کا دوسرا تجارتی سفر کیا جس میں منافع کی شرکت پر حضرت خدیجہؓ کا تجارتی سامان ہمراہ لے گئے۔ حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی ساتھ تھا۔ اس سفر میں مقام بصرہ میں نسطورا راہب سے ملاقات ہوئی اور اس نے بھی بعینہ وہی علامات نبوت دیکھیں۔ جو بحیرا راہب نے دیکھی تھیں۔

نکاح

اس سفر سے واپسی کے دو ماہ بعد حضرت خدیجہؓ سے جن کی عمر اس وقت چالیس سال تھی نکاح کیا اس وقت آپؐ کی عمر ۲۵ برس دو ماہ دس دن تھی۔ مہر میں بیس جوان اونٹ دے کر اب آپؐ حضرت خدیجہؓ کے مکان میں منتقل ہو گئے تیس برس کی عمر میں آپؐ کو امین کا خطاب ملا۔

تحکیم

آپؐ کی عمر ابھی پینتیس برس کی تھی اس وقت قریش نے خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کی جب حجر اسود کو اپنے مقام پر نصب کرنے کا وقت آیا تو قریش میں سخت اختلاف ہو گیا۔ اور لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ بالآخر آپؐ کو حکم مقرر کیا۔ آپؐ نے بڑی حکمت سے اپنے مقام پر حجر اسود کو نصب کر کے ایک بہت بڑا جھگڑا دور کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۰۵ء کا ہے۔

تنہائی پسندی

۶۰۶ء سے ۶۰۹ء تک آپ یکسوئی اور تنہائی کو پسند کرتے رہے اور مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر غار حرا میں جا کر تحنث و عبادت میں مصروف رہتے اور اپنی قوم کو جہالت سے نکالنے کی تدابیر سوچتے رہتے۔ ۶۰۹ء میں رویائے صادقہ کا کثرت سے ظہور ہونے لگا۔

بعثت نبویؐ

جب آپؐ کی عمر چالیس برس کی ہو گئی۔ تو دو شنبہ ۹ ربیع الاول ۴۱ میلادی ۱۲ فروری ۶۱۰ء کو بعثت ہوئی اور ابھی دو وقت کی نماز فجر و ظہر فرض ہوئی۔

شب جمعہ ۱۷ رمضان ۱ نبوی ۶ اگست ۶۱۰ء میں نزول قرآن کا آغاز ہوا۔ آپؐ غار حرا ہی میں تھے کہ حضرت جبرئیل امین وحی لے کر نازل ہوئے۔ اور کہا

اقراء باسم ربک الذی خلق الخ

آپ گھبراہٹ میں گھر پہنچے۔ حضرت خدیجہؓ کو خبر دی وہ اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو کہ مشہور عالم تھے انہوں نے کہا کہ اے خدیجہ اگر تو نے سچی خبر دی ہے تو یہ وہی ناموس اکبر (جبرائیل امین) ہیں۔ جو حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا کرتے تھے اور بلاشبہ آپؐ اس امت کے نبی ہیں

تین برس کے بعد بذریعہ وحی آپؐ کو حکم دیا گیا کہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دیں چنانچہ ۳ نبوی میں کوہ صفا پر دعوت اسلام کا مشہور خطبہ آپؐ نے دیا۔ مردوں میں حضرت ابوبکرؓ عورتوں میں حضرت خدیجہؓ بچوں میں حضرت علیؓ اور غلاموں میں حضرت زیدؓ سب سے پہلے اسلام لائے۔

دعوت اسلام کی وجہ سے آپؐ کو سخت مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔ طرح طرح سے آپؐ کو اور اسلام قبول کرنے والوں کو ستایا جاتا تھا۔ ظلم و جور جب حد سے تجاوز کر گیا تو رجب ۵ نبوی میں آپؐ کے حکم سے پہلی مرتبہ گیارہ مردوں اور پانچ عورتوں نے ہجرت حبشہ کی اور حبشہ میں مسلمانوں کو آرام سے زندگی گذارنے کا موقع مل گیا۔ ۶ نبوی میں حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا۔ جو اپنی بہادری اور شجاعت میں مشہور تھے ان کی وجہ سے مسلمانوں کو بڑی قوت مل گئی۔ قریش کو اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خطرہ محسوس ہوا آپؐ کے قتل کی سازش کی۔ ہجرت ثانیہ حبشہ اور شنبہ یکم محرم ۷ء ۸ نبوی ۔ ۶۱۵ء تا ۶۱۸ء تین برس تک آپؐ کو مع اہل بیت کے شعب ابی طالب میں محصور کر دیا۔ اور کھانے پینے کی چیزیں روک دیں۔ تاکہ آپؐ کو قتل کر دیا جائے ۱۰ نبوی میں محصوری کا خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد آٹھویں مہینہ میں ۱۰ نبوی میں ابو طالب کا جو اسی سال انتقال ہو گیا۔ جو اگرچہ اسلام نہ لائے تھے۔ مگر آپؐ کے زبردست حامی اور پشت پناہ تھے۔ اس کے تین روز کے بعد آپؐ کی رفیقۂ حیات حضرت خدیجہؓ کی بھی رحلت ہو گئی ان ظاہری سہاروں کے اٹھ جانے کے بعد قریش کی ایذا رسانی اور شدید ہو گئی تو آپؐ نے ۲۷ شوال ۱۰ نبوی میں طائف کا تبلیغی سفر کیا۔ تاکہ وہاں کچھ حامی و مددگار پیدا ہو جائیں طائف میں ایک ماہ قیام کیا۔ بنی ثقیف کو دعوت اسلام دی طائف والوں نے پتھر برسا کر آپؐ کو لہولہان کر دیا اس لئے ناکام واپس ہوئے۔ اسی سفر میں مقام نخلہ میں نصیبین کے سات جن آپؐ سے قرآن سن کر ایمان لائے کوہ حرا پر آ کر مطعم بن عدی کا جواز طلب کیا اور مطعم کی پناہ و ذمہ داری میں مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تاکہ امن و اطمینان کے ساتھ دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دے سکیں

جب اکاون برس نو ماہ کے ہوئے تو دو شنبہ ۲۷ رجب ۱۰ نبوی ۲۲ مارچ ۶۲۰ء کو آپؐ کی معراج ہوئی شب معراج ہی میں نماز پنجگانہ فرض ہوئی ۱۰ نبوی میں حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا۔

قریش کی مخالفت سے تنگ آ کر دوسرے قبائل میں ۱۰ نبوی سے تبلیغ اسلام شروع کی۔ موسم حج میں عقبہ منیٰ میں ۱۱ نبوی ۶۲۰ء میں مدینہ منورہ کے چھ آدمی ایمان لائے جو مدینہ میں اسلام پھیلنے کا سبب بنے ۱۲ ذوالحجہ نبوی ۱۲، مارچ ۶۲۱ء میں بیعت عقبہ ثانیہ ہوئی جس میں مدینہ کے بارہ آدمی مسلمان ہوئے۔ اس کے بعد مدینہ کے ہر گھر میں اسلام کا چرچا پھیل گیا۔ تیسرے سال ذوالحجہ ۱۳ نبوی ۶۲۲ء میں جو بیعت عقبہ ثانیہ سے موسوم ہے مدینہ کے ستر مرد اور دو عورتیں مشرف باسلام ہوئے اور آپؐ کی حمایت کا عہد کیا۔ قریش کی جب ایذا رسانی حد سے زیادہ تجاوز کر گئی اور مدینہ منورہ میں اسلام کی اشاعت کی صورت پیدا ہو گئی تو حضرت جبرائیل نے ہجرت مدینہ کا حکم سنایا۔ اس وقت آپؐ کی عمر ترپن برس کی تھی آپؐ کے حکم سے اکثر مسلمان چپکے چپکے مدینے چلے گئے۔ قریش کو جب علم ہوا تو آپؐ کے قتل کا منصوبہ کر لیا۔ آپؐ ان کے درمیان سے صاف بچ کر نکل آئے اور شب جمعہ و دو شنبہ ۲۷ صفر ۱۴ھ ستمبر ۶۲۲ء کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ مکہ معظمہ سے نکل کر غار ثور میں روپوش ہو گئے قریش آپؐ کی تلاش میں ادہر ادہر گئے مگر کوئی سراغ نہ پایا تین دن کے بعد غار ثور سے نکل کر عبداللہ بن اریقط لیثی کی رہبری میں جو راستوں سے واقف تھا چل کر جمعہ ۱۲ ربیع الاول ۱ھ ۲۷ ستمبر ۶۲۲ء کو قبا میں داخل ہوئے وہاں چودہ روز قیام فرمایا اور قبا میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی جو اسلام میں سب سے پہلی اور مشہور مسجد ہے ۲۶ ربیع الاول ۱ھ ۱۱ اکتوبر ۶۲۲ء بروز جمعہ قبا سے مدینہ کے لئے روانہ ہوئے اور بطن وادی میں بنی سالم کی مسجد میں اتر کر

اپنے اصحاب کو سب سے پہلا جمعہ پڑھایا۔ اسی روز شام کو مدینہ میں داخل ہوئے۔ اہل مدینہ نے پورے طور پر پناہ دی۔ اور مدد کی۔ مدینہ میں اسلام کی ترقی دیکھ کر یہودیوں نے سازشیں شروع کر دیں۔ تو ان سے آپؐ نے ۱ھ ... کیا کہ یہود و مسلمان آپس میں کوئی تعرض نہ کریں گے۔ اور بیرونی دشمن کے مقابلہ میں متحد رہیں گے۔ ۱ھ میں آپؐ نے مسجد نبوی کی تعمیر کی تیرہ برس تک آپؐ دلائل سے تبلیغ اسلام کرتے اور ہر ظلم و جور برداشت کرتے رہے مگر اب حفاظت دین کے لئے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا گیا اور حمایت حق کے لئے تلوار اٹھانے پر مجبور ہونا پڑا قریش سے کل ستائیس غزوات پیش آئے اور ہر ایک میں مسلمان کامیاب رہے۔ سوائے غزوہ احد کے اخیر میں اور غزوہ حنین کے شروع میں جس جنگ میں آنحضورؐ شریک تھے اسے غزوہ اور جس میں شریک نہیں تھے اسے سریہ کہا جاتا ہے۔ سریہ کی تعداد ۴۵ ہے ستائیس غزوات میں صرف نو کے اندر جنگ کی نوبت آئی وہ نو یہ ہیں۔ غزوہ بدر، دو بار، غزوہ خندق، غزوہ بنی قریظہ غزوہ بنی مصطلق، غزوہ خیبر، غزوہ حنین، غزوہ طائف جن کی تھوڑی تفصیل بعد میں آئے گی ہجرت مدینہ کے سترہ ماہ کے بعد ۱۵ شعبان ۲ھ اکتوبر ۶۲۳ء کو تحویل قبلہ ہوا۔ قبلہ اول بیت المقدس تھا اب خانہ کعبہ قرار پایا۔ اسی کی طرف منہ کر کے ہمیشہ کے لئے نماز پڑھنے کا حکم ہو گیا۔

فرضیت کے بعد سب سے پہلا روزہ چہار شنبہ یکم رمضان ۲ھ فروری ۶۲۴ء سے شروع ہوا۔

اہم غزوات

غزوۂ بدر

اسلام کی سب سے اہم لڑائی ہے جو ۱۷ رمضان ۲ھ جنوری ۶۲۴ء کو بدر کے مقام میں ہوئی جس میں نہتے ۳۱۳ مسلمان اور ایک ہزار مسلح کفار قریش تھے۔ مگر مسلمان غالب ہوئے، کفار قریش کے ستر آدمی قتل ہوئے اور ستر گرفتار ہوئے بارہ مسلمان بھی شہید ہوئے۔

غزوۂ احد

دوشنبہ ۷ یا ۱۵ شوال ۳ھ جنوری ۶۲۵ء میں مدینہ کے ایک پہاڑ احد کے پاس یہ لڑائی ہوئی۔ جنگ بدر میں جو مشاہیر قریش قتل ہوئے تھے ان کا بدلہ لینے کے لئے تین ہزار لشکر کفار آ گیا مسلمانوں کی تعداد ۷۰۰ تھی پچاس تیر انداز پہاڑی کے اوپر متعین تھے، ابتدائی جنگ میں مسلمان غالب ہو گئے۔ اور بھاگنے والے کفار کا مال سمیٹنے لگے۔ یہ دیکھ کر پہاڑی کے تیر انداز بھی اتر کر مال غنیمت سمیٹنے لگے پہاڑی خالی دیکھ کر پہاڑی کے پیچھے سے پلٹ کر کفار مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے جس میں ستر مسلمان شہید اور چالیس زخمی ہو گئے۔ آنحضورؐ کا چہرہ انور زخمی ہو گیا اور سامنے کا دانت شہید ہو گیا آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے قریش کے بھی ۲۳ آدمی قتل ہو گئے۔

غزوۂ بنی نضیر

ربیع الاول ۴ھ جون ۶۲۵ء میں یہ غزوہ پیش آیا جس میں بنی نضیر کو جلا وطن کر دیا گیا۔

غزوۂ خندق

شوال ۵ھ فروری ۶۲۷ء میں غزوۂ خندق (احزاب) واقع ہوا۔ اس موقع پر حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے مدینہ کے ارد گرد خندق کھودی گئی کفار اور یہود کی سازش سے دس ہزار دشمنان اسلام نے مدینہ میں یہودیوں کی شرارت و بدعہدی کی وجہ سے مسلمان سخت پریشان تھے کہ خدا نے ایسی تیز ہوا چلا دی کہ دشمن کے خیمے اکھڑ گئے دیگیں الٹ گئیں اور وہ ناکام بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔

غزوۂ بنی قریظہ

ذوالحجہ ۵ھ اپریل ۶۲۷ء میں بنو قریظہ کی بدعہدی کی وجہ سے ان کا محاصرہ ہوا۔ انہوں نے بھاگنے والوں کو پکارا مسلمان پلٹ کر اس زور سے حملہ آور ہوئے کہ دشمن کی فتح کو شکست میں تبدیل کر دیا۔ اکثر مقتول ہوئے اور بہت سے گرفتار ہوئے چار مسلمان بھی شہید ہوئے۔

غزوۂ طائف

حنین میں شکست کھا کر قریش کا ایک گروہ طائف چلا گیا۔ دشمن لڑائی کی تیاری مکمل کر کے قلعہ بند ہو گئے آنحضورؐ نے تعاقب کر کے طائف کا محاصرہ کر لیا انیس دن محاصرہ رہا یہیں سب سے پہلے منجنیق استعمال کی گئی قلعہ کے اندر سے تیر برسا کر بہت سے مسلمانوں کو زخمی اور بارہ کو شہید کر دیا گیا۔ کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا مسلمان واپس چلے آئے ایک عرصہ کے بعد اہل طائف آنحضورؐ کے پاس حاضر ہو کر اسلام لائے۔ غزوہ طائف بھی شوال ۸ھ میں واقع ہوا۔

غزوۂ تبوک

خبر ملی کہ رومیوں نے شام میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بہت بڑی فوج اکٹھا کر رکھی ہے یہ زمانہ قحط اور خشک سالی کا تھا۔ آنحضورؐ نے خشک سالی کے لئے چندہ کیا۔ مسلمانوں نے دل کھول کر مالی مدد کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا کل مال دے دیا۔ حضرت عمرؓ نے آدھا مال پیش کیا اور حضرت عثمانؓ نے دس ہزار دینار سامان سے لدے ہوئے تین سو اونٹ اور پچاس فرش دیئے تیس ہزار کا لشکر لے کر آپ پنجشنبہ رجب ۹ھ اکتوبر ۶۳۰ء کو مدینہ سے روانہ ہو کر تبوک پہنچے جو مدینہ سے چودہ مرحلہ پر شام اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے دشمن کا کوئی لشکر نظر نہ آیا۔ اس علاقہ کے لوگوں نے جزیہ دینے پر صلح کر لی۔ تبوک میں بیس روز قیام کر کے آپؐ مدینہ تشریف لائے۔ اسی غزوہ سے واپسی پر منافقین نے آپؐ کو ایک گھاٹی سے گرا کر ہلاک کرنے کی سازش کی تھی۔

حج صدیق اکبرؓ

۹ھ میں حج کی فرضیت ہوئی تو آنحضورؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر بنا کر حج کے لئے بھیجا یہ اسلام میں پہلا حج ہے اس میں حضرت علیؓ کو بھی بھیجا کہ وہ اعلان کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکتا اور یہ بھی اعلان کر دیں کہ جن مشرکین سے کوئی معاہدہ ہے مدت معاہدہ کے بعد کسی بھی مشرک کے لئے نہ کوئی عہد رہے گا نہ کوئی ذمہ دار اور جن کے لئے کوئی مدت معاہدہ نہیں انہیں صرف چار ماہ کی مہلت ہوگی ایسا ہی ہوا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکا یہ حج یوم دوشنبہ ۱۰ ذی الحجہ ۹ھ مارچ ۶۳۱ء کو ہوا۔

حکایاتِ بزرگاں

محمد شفیع علم الدین، میرپور خاص سندھ

پیدائش کا مقصد

بندہ سے مقصود یہ ہے کہ اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر، مراقبہ، تلاوت قرآن مجید، ادائیگی پنجگانہ نماز، استغفار کرنے، درود شریف پڑھنے اور انواع عبادات کے بجا لانے، شائستگی اور بندگی کی طرف متوجہ ہوئے بغیر نہ رہے، کیونکہ بندے کی پیدائش کا مقصد عبادت و بندگی ہے، حصول انوار تجلیات اور کشف و کرامت مقصد نہیں ہیں۔
(حضرت دوست محمد قندھاریؒ مکتوب ۱)

مرنے والے کا دنیا میں حصہ

حضرت عبدالعزیز مروانؒ نے اپنی موت کے وقت اپنا کفن منگوایا اور اسے دیکھ کر فرمایا میرا تو دنیا میں یہی حصہ ہے اتنی ہی دنیا لے کر جا رہا ہوں پھر رو کر فرمایا ہائے دنیا تیرا بہت بھی کم اور تیرا کم تو بہت ہی تھوڑا ہے۔ افسوس ہم دھوکے میں تھے۔ (تفسیر ابن کثیر سورۃ التوبۃ آیت ۳۵ رف) حلال و حرام کی پرواہ کئے بغیر مال دولت جمع کرنے، حریص اور شرعی حدود سے تجاوز کرنے والوں کے لیے یہ قول بڑا ہی سبق آموز ہے۔

جنت کی رغبت

حضرت بلال بن سعدؒ خطیب دمشق فرماتے ہیں کہ اے اللہ کے بندو! کیا تم میں سے کسی کو اپنے اعمال کی قبولیت کا گناہوں کی بخشش کا پروانہ مل گیا ہے؟ (یقیناً نہیں) کیا تم نے گمان کر لیا ہے کہ تم بے کار پیدا کئے گئے ہو اور تم اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آنے والے نہیں ہو! واللہ اگر اللہ تعالیٰ کی طاعت کا بدلہ دنیا ہی میں ملتا تو تم سب نیکیاں کرنے لگ جاتے۔ کیا تم دنیا ہی پر فریفتہ ہو گئے ہو؟ کیا تم اس پر مر مٹے ہو؟ کیا تمہیں جنت کی رغبت نہیں جس کے پھل و سائے ہمیشگی والے ہیں۔
(تفسیر ابن کثیر سورۃ رعد آیت ۳۵، ۳۴)

توبہ نہ کرنے کا نقصان

گناہوں سے توبہ نہ کرنے کا یہ نقصان ہے کہ گناہوں کی ابتدا دل کی سختی اور سیاہی کا باعث ہے اور گناہوں کا آخر کفر اور بے نصیبی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے۔ ہوشیار رہیں۔ ابلیس اور بلعم باعور کی حکایتیں مت بھولیں کہ ان کا پہلا کام گناہ تھا اور آخری کفر تھا۔ لہٰذا ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہی ابدالآباد تک ہلاک ہو گئے۔ لہٰذا تم بیدار رہو، اور کوشش کرو تاکہ اپنے دل سے گناہوں پر اصرار کے تقاضے کا قلع قمع کر ڈالو۔ (منہاج السالکین حضرت امام غزالیؒ صفحہ ۴۲)

راحت آخرت میں ہے

ہر راحت جس کو آپ تلاش کر رہے ہیں وہ آخرت میں ہے۔ دو تین دن اس سرائے فانی میں رنج و تکلیف اٹھا لیں تو آخرت میں ہمیشہ کے لیے آسودگی ہے۔ اس جہان کو اس جہان کے ساتھ کچھ بھی نسبت نہیں گویا یہ جہان ایسا ہے کہ بے نہایت بیابان میں ایک خشخاش کا دانہ پھینکا گیا ہے۔ (ملفوظات حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندیؒ)

تناولِ طعام

اہل اللہ فقراء ہر لقمہ منہ میں ڈالتے وقت اول بسم اللہ پڑھتے ہیں اور لقمہ نگلنے کے بعد الحمدللہ کہتے ہیں۔
(درالمعارف حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ)

عمر کم ہو رہی ہے

ہر ساعت جو گزرتی ہے وہ عمر کو گھٹاتی ہے اور موت کے مقررہ وقت کو قریب لاتی ہے اس تھوڑی سی فرصت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اس کی معرفت بھی حاصل کریں۔ اس جہان میں یہی بندے سے مقصود ہے۔
(مکتوبات معصومیہ صفحہ ۲۱۔ دفتر سوم)

بنشیں برلب جوئے و گزر عمر ببیں
کایں اشارت ز جہاں گزراں آبس
(حافظؒ)

یعنی ندی کے کنارے پر بیٹھ کر اپنی عمر کا گزرنا دیکھ جو پانی کی طرح گزر رہی ہے اس جہان سے گزرنے والوں کا عبرت حاصل کرنے کے لیے یہی اشارہ کافی ہے۔

متکبر مت ہو

با مار سیاہ بنشیں با خود منشیں۔ یعنی کالے ناگ کے ساتھ بیٹھو مگر تکبر، غرور اور خود بینی کے ساتھ نہ بیٹھو۔ مطلب یہ ہے کہ غرور، تکبر اور خود بینی کالے سانپ سے زیادہ بری خصلتیں ہیں البتہ اکثر

باقی صفحہ ۱۳ پر

میدانِ احد کے شہیدِ اوّل

عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ

محمد سعید خان، راولپنڈی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت نے فکر انسانی میں جو حیرت انگیز انقلاب برپا کیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فکر و نظر کے پیمانے بدل گئے۔ ان کے نام لیوا زندگی پر موت کو ترجیح دینے لگے اور فکر دنیا کی جگہ فکر آخرت نے لے لی۔ موت نے حیات کی جستجو شروع کر دی اور شوق شہادت ابدی زیست کا سامان فراہم کرنے میں سرگرداں رہنے لگا۔

حضرت مبشر بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ شہدائے بدر میں سے تھے غزوہ احد سے قبل عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کو خواب میں ملے اور کہنے لگے۔

"عبد اللہ تم جلد ہی ہمارے پاس آجاؤ گے۔"

عبد اللہ بن عمرو فرماتے تھے میں نے پوچھا تم کہاں ہو؟ کہا جنت میں جہاں چاہتے ہیں سیر و تفریح کے لئے چلے جاتے ہیں میں نے کہا کیا تم بدر میں شہید نہیں ہو گئے تھے مبشر بولے:

"بے شک میں شہید ہو گیا تھا لیکن دوبارہ زندگی عطا کی گئی ہے۔"

عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کے لئے یہ خواب تعجب کا باعث بنا اور اس صاحب مجلس کے پاس تشریف لے گئے جس کی مجلس زندگی کی الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھاتی تھی عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے آج رات یہ خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر ارشاد ہو آپ نے فرمایا: "اس کی تعبیر تو شہادت ہے"

تعبیر پوری ہونے کا وقت آگیا صبح احد کا معرکہ کارزار گرم ہونے والا تھا اپنے بیٹے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وصیت کی:

"میرے بیٹے! صبح جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید ہوں گے مجھے امید ہے کہ میں ان میں سے پہلا آدمی ہوں گا تم یقین رکھو اپنے بعد جن لوگوں کو چھوڑ کر میں اس دنیا سے رخصت ہوں گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ پیارے مجھے تم لگتے ہو جو قرض میرے ذمہ ہے اسے تم ادا کر دینا اپنی بہنوں کا خیال رکھنا۔"

ہفتہ کے دن صبح دم رزم حق و باطل میں پہلا وار کیا اور اس معرکے میں پہلا شہید بھی عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ تھا۔ اسامہ بن اعور بن عبید نے انہیں شہید کیا تھا خواب کی تعبیر جو زبان رسالت سے ملی تھی پوری ہو گئی۔ مبشر بن عبد المنذر نے جو اطلاع دی تھی اس کا وقت آگیا تھا۔

مشرکین مکہ کو صرف اس کے قتل پر چین کیسے آسکتا تھا انہوں نے ان کے ناک، کان کاٹ کر لاش کو بگاڑ دیا۔ جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لاکر رکھ دیا گیا جس کے باپ نے شب کو وصیت کی تھی جابر وہ بھی آگیا بار بار اپنے منہ سے کپڑا اٹھا کر اپنے شہید باپ کو دیکھتے تھے اور روتے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا ان کے چہرے سے ہٹوا دیا۔ ان کی بہن فاطمہ جو پاس کھڑی تھیں اپنے بھائی کی لاش کو دیکھ کر تڑپ اٹھیں اور ایک چیخ ماری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا یہ عبد اللہ کی بہن فاطمہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ اٹھانے کا حکم دیا۔ جنازہ جب مدفن کی طرف روانہ ہوا تو ان کی بہن فاطمہ پھر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں۔ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور پھر ان کی چیخ نکل گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسلی دی اور بتایا کہ ان کے بھائی کو اللہ نے کس رتبے پر فائز کیا ہے اور فرمایا:

"تم کیوں روتی ہو؟ میں نے جب دیکھا جب تک ان کا جنازہ رکھا رہا اللہ کے فرشتے برابر اس پر اپنے پروں کا سایہ کئے رہے۔"

کس قدر عظمت کا حامل ہے فاطمہ کا بھائی اور جابر کا باپ، یہ عظیم شہید جس کے جنازے پر اللہ کے فرشتوں نے سایہ کیا۔

تدفین کا مرحلہ پیش آیا تو انہیں اور ان کے بہنوئی عمرو بن جموح کو ایک قبر میں دفن کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اکٹھے دفن کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

ادفنوا هذين المتحابين في الدنيا في القبر واحد

ان دونوں کو دنیا میں ایک دوسرے سے محبت تھی انہیں ایک ہی قبر میں دفن کر دو

اللہ ہی کے لئے محبت کرنا کتنا ثمر بار و نتیجہ خیز ہے کہ ایسا آدمی اپنے عمل کے نفع سے دنیا اور آخرت دونوں میں بہرہ ور رہے۔

وہ جو اللہ کے راستے میں شہید ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کی تجہیز و تکفین فرمائی۔ ان کی شہادت کے عند اللہ مقبول ہونے کی ایک حسی دلیل اس وقت سامنے آئی جب جنگ احد کے چھیالیس برس بعد یہ قبر ایک سیلاب کی وجہ سے کھل گئی۔ اس طویل عرصہ میں لاش کیا تھا کیا کچھ نہیں ہو جاتا۔ جسم مٹی میں مل جاتا ہے اور نام و نشان مٹ جاتا ہے لیکن دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن حرام اور عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہما کے جسم محفوظ تھے۔ عبد اللہ بن عمرو نے اپنا ہاتھ اس زخم پر رکھا ہوا تھا جو احد میں انہیں لگا تھا ان کا ہاتھ زخم سے ہٹا کر چھوڑا گیا کہ سیدھا کر دیا جائے تو ہاتھ کے ہٹاتے ہی خون بہنے لگا۔ لوگوں نے ہاتھ کو دوبارہ ان کے زخم پر رکھ دیا تو خون رک گیا۔ چھیالیس برس کے بعد بھی جسم محفوظ رہے بلکہ شہید کا جب بیٹا پایا جائے تو خون بند [illegible]

جائے خواہ کسی کی عقل تسلیم کرے یا نہ کرے حقیقت یہ ہے کہ یہاں آیہ کریمہ کی عملی تفسیر تھی جس میں فرمایا گیا ہے:

ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مردہ مت سمجھو بلکہ وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں رزق پاتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ایک قانون ہے کہ اس نے حضرات انبیاء کی زمین سے انسانوں کو منع فرمایا اور اللہ کے بہت سے بندے ان چیزوں کے پاس بھی نہیں پھٹکتے اسی طرح زمین بھی اللہ کی مخلوق ہے اگر اس پر انبیاء علیہم السلام، شہداء یا کسی صالح میت کا جسم کھانا حرام کر دیا گیا ہو تو اس میں کون سی ایسی بات ہے جسے تسلیم کرتے ہوئے جدید تہذیب" اور "روشن خیالی" کو شرم محسوس ہوتی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو والد کی موت پر طبعاً دکھ تھا ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا جابر! کیا ہوا بہت پریشان دکھائی دیتے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ والد کی شہادت، قرض اور بال بچوں کی ذمہ داری سے پریشان ہوں۔

فرمایا: جابر! تجھے ایک خوشخبری سناؤں، فرمایا کیوں نہیں اللہ کے رسول ضرور سنائیے، تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی شخص سے بغیر پردے کے کلام نہیں فرمایا لیکن تیرے والد کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا اور بالمشافہ گفتگو کی۔ فرمایا میرے بندے کوئی تمنا ہو تو بتاؤ تمہارے باپ نے عرض کیا کہ واپس دنیا میں لوٹا دیجئے آپ کی راہ میں دوبارہ مارا جاؤں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ طے ہو چکا مرنے کے بعد دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹایا جائے گا۔

اس شہید پر اللہ نے جو کرم فرمایا ہے حق تو یہ ہے کہ اس کی شہادت کی موت پر ہزاروں زندگیاں قربان جس کے جنازے پر فرشتوں نے پر پھیلائے ہوں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھا یا ہو تدفین کا حکم فرمایا ہو شہادت مقبول ہونے کی حسی علامات تک ظاہر کر دی گئی ہوں۔ اور اللہ سے بالمشافہ گفتگو کا اعزاز بخشا گیا ہو اس کی عظمتوں کا اندازہ کون لگا سکتا ہے موت سے کس کو مفر ہے؟ جو بھی زندہ ہے مرنے ہی کے لئے ہے اور جس نے زندگی گزاری ہے ختم ہوگا۔ موت سے کیسے بچ سکتا ہے۔ جب یہ قدرت کا اٹل اور طے شدہ قانون ہے تو پھر کیوں نہ اچھی سے اچھی موت کا انتخاب کیا جائے ہاں بس جہاں تک چل سکے زندگی اللہ کی اطاعت میں گذارنے کے بعد موت بھی اسی کے رستے کی مانگی جائے، اپنی صدق و تشفا کی شہادتیں آج بھی ہماری رہنمائی کے لئے مینارہ نور ہیں۔ یہ ہمارا ماضی تھا جس سے ہمیں زندگی گذارنے کے ڈھنگ ملتے ہیں۔ لیکن آج ہمارا جو حال ہے وہ مستقبل کی نسلوں کے لئے ماضی ہوگا۔ ہم آنے والی نسلوں کے لئے ایک درخشندہ ماضی جب ہی فراہم کر سکتے ہیں جب ہم صدق دل سے اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لاشریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین

آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری ساری عبادتیں اور میری زندگی اور میری موت سب خالص اللہ ہی کے لئے ہیں جو سارے جہاں کا پروردگار ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم ہوا ہے اور میں مسلموں میں پہلا ہوں۔●●●

بقیہ: مرزا قادیانی مریض

پیشہ ورانہ اور ازدواجی ناکامیوں نے مرزا قادیانی کی انا اور وقار کو سخت مجروح کیا۔ جس سے آپ میں ایک گونہ کمزوری اور کمتری کا شدید احساس پیدا ہو گیا۔ پھر اس احساس کو مٹانے کے لیے آپ نے اپنے آپ کو خوب بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔

اکثر مریضوں کی طرح مرزا قادیانی بھی جنسی عدم مطابقت SEXUAL MALADJUSTMENT کا شکار تھے کیونکہ آپ جنسی لحاظ سے کمزور تھے اور اس کمزوری کی وجہ سے ازدواجی فرائض بہتر طور پر ادا نہ کر سکتے تھے۔ جس کی وجہ سے ان میں شدید احساس گناہ پیدا ہوا۔ پھر اس کی تلافی کرنے کے لیے اپنے آپ کو مذہبی رنگ دینا شروع کر دیا۔

ممکن ہے کہ فرائڈ کے نظریے کے مطابق مرزا قادیانی کے مذہبی خبط عظمت کے پیچھے تمام جنسی مناؤں اور خواہشات کا ہاتھ ہو۔ ممکن اس لیے کہ مریض کو ایسی خواہشات کا احساس اور شعور نہیں ہوتا کیونکہ یہ خواہشات لاشعوری ہوتی ہیں۔ چونکہ یہ خواہشات نہایت غیر اخلاقی اور ناقابل قبول سمجھی جاتی ہیں۔ جو مریض کو پریشان کرتی ہیں نتیجۃً مریض احساس گناہ اور احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے پھر اس کی تلافی کرنے کے لیے مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو بزرگ اعلیٰ بنا کر پیش کیا۔ اس طرح اپنے وسوسوں کو ناقابل قبول اور متنفر تمناؤں کے خلاف دفاعی فصیل بنا دیا۔

(اہلحدیث دہلی)

مفت مشورہ برائے خدمت خلق

ہمارے پاس شفاء کی کوئی گارنٹی نہیں ہے، شفاء کی گارنٹی تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔
عام جسمانی طاقت، خون، بھوک و ہاضمہ کے لئے ● دل، دماغ، جگر، معدہ، مثانہ، پٹھے، وہاضمہ کے لئے ● جسم کو مضبوط، سمارٹ، خوبصورت و طاقتور بنانے کے لئے ● تمام خاص مردانہ زنانہ و بچوں کی امراض کے لئے ● دودھ، مکھن، گوشت و فروٹ ہضم کرنے کے لئے ● تمام پرانی بیماریوں کے لئے ● چالیس سال کی تجربہ شدہ۔
دیسی دوائی کا مفت مشورہ و جواب کیلئے جوابی لفافہ یا اسکی قیمت ارسال کریں۔

حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان
فون دکان 354840
رہائش 354795
چاندنی چوک، محلہ غلام محمد آباد، فیصل آباد۔ پوسٹ کوڈ 38900
MUHAMMADI FSD.

اہل باطل کے ظاہر سے دھوکہ نہ کھائیں

جب انسان اپنے اندر کی حقیقتوں کو نہیں سمجھ پاتا تو وہ ذات خداوندی کو کیسے سمجھے گا۔

شیخ محمد بن حسن الخزری

باطل کے داعی اور مریضانہ ذہنیت رکھنے والے لوگ اپنے فکر و اپچ کے نتیجہ میں وہاں پہنچ گئے کہ اس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے لیکن انہوں نے زمین و آسمان اور ان دونوں کے حیرت انگیز نظام کو دیکھ کر عبرت نہیں حاصل کی۔ جو بڑی حکمت و نہایت صحیح طریقہ پر چل رہا ہے۔ خود اپنے نظام جسمانی پر نہیں غور کیا کہ کس خوبی و حسن ترتیب کے ساتھ چل رہا ہے۔ انسان کے طرز گفتگو کو ہی لے لیجئے۔ اس کی زبان سے جو الفاظ ادا ہوتے ہیں ان میں سے ہر ایک کا ایک مخرج ہے اس کے باوجود وہ سارے حروف ایک جملہ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ کتنی بڑی اور پاک ہے وہ ذات جس نے انسان کو ایسا خوب بنایا۔ اور اسی وجہ سے ہم کو اپنی مخلوق کے بارے میں سوچنے اور غور کرنے کا حکم دیا اور اس پر غور کے نتیجہ میں اپنی ذات اور وحدانیت پر ایمان لانے کی دعوت دی فرمایا:۔

یایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون۔ (سورۂ بقرہ - ۲۲)

لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم (اس کے عذاب سے) بچو جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے مینہ برسا کر تمہارے کھانے کے لئے انواع و اقسام کے میوے پیدا کئے۔ پس کسی کو خدا کا ہمسر نہ بناؤ۔

بہت سے مسلمان جن کو دین میں رسوخ نہیں حاصل، انہوں نے ان کمیونسٹوں کی کتابیں پڑھیں جو کائنات کے وجود کو علت و معلوم سے جوڑتے ہیں۔ وہ مسلمان بہک گئے اور ان کے جھنڈے ایمان کے قلعہ سے اتر گئے وہ پھر پیچھے چلے گئے اور دنیا و آخرت دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔

(نور - ۴۰)

اور خدا جس کو روشنی نہ دے اس کو کہیں بھی روشنی نہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی دولت سے بھی محروم ہو گئے۔ اور قضاء و قدر کے فیصلہ پر اطمینان کی دولت بھی ان سے چھن گئی۔ خدا ہی معبود حقیقی ہے جو ہر عیب سے پاک و منزہ ہے جن چیزوں کو وہ لوگ خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں وہ ان کے شرک سے بہت بلند و برتر ہے یہ کمزور مخلوق اللہ تعالیٰ کی ذات کا احاطہ کیسے کر سکتی ہے۔ اس کی حقیقت کو کیسے پا سکتی ہے؟ سے

جو تصور سے ماوراء نہ ہوا
وہ تو بندہ ہوا خدا نہ ہوا

سارے متکلمین و فلاسفر نے اپنے گھوڑے دوڑائے مگر اس کی حقیقت اور حرکت و سکون نہ معلوم کر سکے۔ اور سب نے یہ کہہ دیا کہ ذات باری کی حقیقت کو معلوم کرنا محال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وفی انفسکم افلا تبصرون۔

اور خود تمہارے اندر کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ جب انسان اپنے اندر کی حقیقتوں کو نہیں سمجھ پاتا تو وہ ذات خداوندی کو کیسے سمجھے گا؟ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ یہ انسان کے بس میں نہیں کہ ذات خداوندی کی حقیقت کو سمجھ لے۔ فرمایا:۔

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر۔ (انعام - ۱۰۳)

(وہ ایسا ہے کہ) نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کر سکتا ہے اور وہ بھید جاننے والا خبردار ہے۔

مومن کو صرف خدا سے ڈرنا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ... اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور کرو، اس کی ذات کے بارے میں نہ سوچو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

ذلک الکتٰب لا ریب فیہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب۔ (البقرہ)

یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شبہ نہیں کہ (کلام خدا ہے خدا سے) ڈرنے والوں کی رہنمائی ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

دشمنان اسلام جب طاقت و پروپیگنڈہ کے ذریعہ اس دین کو نقصان پہنچانے اور اس کی روشنی کو بجھانے میں کامیاب نہ ہو سکے تو انہوں نے ہمارے یہاں لوگوں کو آلۂ کار بنایا۔ جو انہیں کی تہذیب کے سایہ میں پروان چڑھے اور انہیں کی ثقافت کو اپنایا اور ان کے فکر سے متاثر ہوئے تھے۔ لہٰذا ان کی کوششوں سے انکار و الحاد کی فضا پیدا ہوئی اور یہ لوگ اس شر کا ذریعہ بنے جس کا خاکہ دشمنان اسلام نے نئی نسل کو بہکانے اور اپنی مقصد براری کے لئے تیار کیا ہے۔ انہوں نے اپنے اصول و قوانین بنائے اور ایسا نظام بنایا جو دینی روح سے خالی ہو تاکہ امت مسلمہ کو راہ راست سے ہٹا دیں چنانچہ وہ بعض ملکوں کے اندر اپنے اس منصوبے میں کامیاب بھی ہو گئے اور وہاں سے وہ نوجوان تیار ہوئے جو مارکسیت اور دوسرے اسلام دشمن نظریات کے علم بردار بنے وہ دین سے دور ہو گئے اور ان کے فکر کی کشتی باطل کے پرتلاطم سمندر میں جا پڑی۔ ہمیں اپنے معاشرہ کے ان جراثیم کو ختم کرنا ضروری ہے تاکہ کہیں وہ لوگ بھی اس سے متاثر نہ ہو جائیں جو ابھی تک اس سے محفوظ ہیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اپنے

بچوں کی صحیح تربیت کریں اور ان کا جوشیم سے غفلت نہ برتیں اور نہ تعلیم و تربیت کی طرف سے بے توجہی کا شکار ہوں۔ دراصل تعلیم ہی خیر و شر کا ذریعہ ہے۔ ایسا علم نہ حاصل کیا جائے جس کو خدا تعالیٰ سے تعلق نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:۔

ہر بچہ دین اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت فرمایا:

فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا۔ اللہ کی فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔

جب انسان فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے تو باپ کے لئے ضروری ہے کہ فطرت کی بحالی کو جو بچہ کی محافظ ہے باقی رکھنے کی کوشش کرے اور اس کا بقا دین کی تعلیم سے ممکن ہے۔ انسان کو وہ سارے علوم پڑھنے چاہئیں جو سعادت و ترقی کی راہ کھولتے ہیں اور عزت و سرفرازی کا تاج پہناتے ہیں۔ دل کو استغنا و بے نیازی کی دولت سے بھر دیتے ہیں۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں پوچھتے تھے اور میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا اس ڈر سے کہ کہیں یہ آفت آ نہ جائے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اللہ کے نبیؐ! ہم لوگ جہالت و برائی میں مبتلا تھے اس کے بعد اللہ تعالیٰ یہ بھلائی لایا، کیا اس بھلائی کے بعد پھر شر اور برائی کا اندیشہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! پھر میں نے عرض کیا اس شر کے بعد پھر خیر ہوگی؟

آپؐ نے فرمایا ہاں! اور اس میں بڑی دینی کمزوری ہوگی۔ پھر ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ہمارے طریقہ کو چھوڑیں گے اور ہماری راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ اپنائیں گے۔ ان کی کچھ باتوں سے تم واقف ہوگے اور کچھ سے اجنبی۔ میں نے عرض کیا، کیا اس خیر کے بعد بھی شر آئے گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! کچھ لوگ جہنم کی طرف بلانے والے ہوں۔ جو ان کی دعوت پر آئے گا اس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے کہا اللہ کے نبی! آپ بتائیے وہ کیسے ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا وہ اپنے ہی لوگ ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولتے ہوں گے میں نے عرض کیا اللہ کے نبی! اگر وہ وقت آگیا تو آپ ہمیں اس وقت کیا کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا، تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام سے الگ نہ ہونا۔ میں نے عرض کیا، اگر جماعت اور امام نہ ہو تو کیا کروں گا؟ آپؐ نے فرمایا۔ ان سارے فرقوں سے الگ ہو جانا۔ چاہے درخت کی جڑ ہی پکڑ کر بیٹھ رہو۔ اور اسی حال میں تا حین حیات جمے رہو۔ (متفق علیہ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا اولئک الذین کفروا بآیات ربھم ولقائہ فحبطت اعمالھم فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا ذالک جزاؤھم جھنم بما کفروا واتخذوا آیاتی ورسلی ھزوا۔ (کہف ۱۰۳ تا ۱۰۶)

کہہ دو کہ ہم تمہیں بتائیں جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں۔ وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اپنے کام کر رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کے سامنے جانے سے انکار کیا تو ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور ہم قیامت کے دن ان کے لئے کچھ وزن قائم نہیں کریں گے یہ ان کی سزا ہے یعنی جہنم اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور ہمارے پیغمبروں کی ہنسی اڑائی۔

(ماخوذ از اسلامی سیرت و ثقافت)

بقیہ: ہدایات بزرگان

مغرور اور خود بین ہرگز نہ بنو۔ (حضرت ... نقشبندی شاذلیؒ)

دوسروں کو فائدہ پہنچانا

جس قدر دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے کوشش کی جاتی ہے اسی قدر جنت کے ثواب کی زیادہ امید رکھنا [illegible]

آخرت کے لیے محنت

اس جگہ آخرت کے لیے آدمی [illegible] مطلوب ہے۔ جس شخص نے اس جہان میں محنت و طاعت کو اپنا شعار بنالیا اس نے راحت و جاودانی پائی۔ اور جس نے غفلت اور فراغت سے کام لیا اس نے اپنے آپ کو گوناگوں عذابوں میں ڈالا۔ (ایضاً)

بدگمانی بہت بڑا جھوٹ ہے

مسلمانوں میں انتشار کی ایک بڑی وجہ بدگمانی بھی ہے۔ حکام، علماء اور لیڈروں کو خبردار رہنا چاہیے۔ ارشاد رب العزت ہے:۔

اے ایمان والو بدگمانیوں سے احتراز کرو یقین کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں (حجرات)

اور جس بات کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے پیچھے نہ پڑو۔ یقیناً کان، آنکھ اور دل ان سب سے باز پرس ہوگی (بنی اسرائیل)

دوسرے مسلمانوں کے متعلق دل میں شکوک و شبہات رکھنا جس کی کوئی بنیاد نہ ہو، بدگمانی ہے۔ بدگمانی سے دل میں تشویش پیدا ہوتی ہے۔ میل جول ترک ہوتا ہے اور انتشار پیدا ہوتا ہے۔ اکثر مغربی ممالک کے مصنف اور اخبار اسلامی ممالک کے متعلق بدگمانیاں پھیلاتے ہیں ہم کو ان کی تردید ضرور کرنی چاہئے مگر تقلید نہیں کرنی چاہئے۔ امام الانبیاء والرسل کا ارشاد ہے:۔

بدگمانی سے اجتناب کرو۔ یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے (بخاری)

اپنی امت میں تین بدخصلتوں کا ذکر کیا ہے۔ فال لینا، حسد کرنا، بدگمانی کرنا۔ (طبرانی)

کسی نے دریافت کیا کہ اس کا تدارک کیا ہو؟ آپ نے فرمایا جب کسی سے حسد کرو تو استغفار کرو۔

اور جب بدگمانی پیدا ہو تو اس کو چھوڑ دو اور گمان پر یقین نہ کرو۔

اور کسی بھی بدشگونی کو اپنے دل میں جگہ نہ دو کیونکہ ہر خیر و شر منجانب اللہ ہے۔ (ابن کثیر)

مومنین کی شان یہ ہے کہ وہ لوگوں سے عموماً حسن ظن یعنی اچھا گمان رکھے اور بدگمانی کو ترک کر دے اور بیمار پریشان نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ پر ہر کام میں توکل رکھے کیونکہ اس کے حکم کے بغیر کوئی ذرہ بھر نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاص سے کوئی نعمت عطا کرنا چاہے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا ہے۔

فیاضی اور جود و سخا کے نمونے

پروفیسر سید محمد اجتباء ندوی، الٰہ آباد

دینِ اسلام جود و سخا کے نمونوں سے بھرا ہوا ہے۔ اسلام کی امتیازی خصوصیت بھی یہ ہے کہ وہ دوسروں پر مال خرچ کرنے، غریبوں، مسکینوں اور بے سہارا لوگوں کی امداد کرنے، پڑوسیوں اور رشتہ داروں کا تعاون کرنے کا حکم دیتا ہے۔ مسلمانوں نے ان حقوق کو ادا کرنے میں ایسی نادر مثالیں پیش کیں جن کی نظیر کسی اور قوم میں ملنی مشکل ہے۔ انہوں نے بسا اوقات اپنے بھائیوں اور ضرورت مندوں کی حاجتوں کو پورا کیا ہے اور خود ہر مشقت اور تکلیف برداشت کی ہے جس کی جانب قرآن مجید نے اشارہ کیا ہے:

والذین تبوؤا الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ، ومن یوق شح نفسہ فاولٰئک ھم المفلحون۔

اور نیز ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار الاسلام (یعنی مدینہ) میں ان (مہاجرین) کے آنے سے قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ (انصار) اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں۔ اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو۔ اور (واقعی) جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

دین کی ان ساری خصوصیات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسوہ اور قدوہ تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے مگر خود فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ساری دنیا میں بادشاہوں کو شرمندہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انتہائی ضرورت کے وقت ایک خاتون نے چادر پیش کی اور آپ نے اسے اوڑھ لیا اسی وقت ایک شخص آیا اور آپ سے کچھ اوڑھنے کے لئے مانگا آپ نے چادر اتار کر اس کو مرحمت فرما دی۔ قرض لے کر ضرورت مندوں کی ضرورت پوری فرماتے۔ خاص طور سے رمضان المبارک کے آخری دنوں میں بہت ہی فیاضی فرماتے۔ اور اس ماہ میں جب حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لاتے اور آپ سے قرآن مجید کا دور کرتے اس وقت آپ بھلائی اور نفع میں بارش لانے والی تیز ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے۔ ترمذی کی روایت ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی نے ایک ہزار درہم پیش کئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت سب تقسیم کر دیئے۔ درہم تقسیم ہو جانے کے بعد ایک سائل آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تو میرے پاس کچھ رہا نہیں تم میرے نام سے قرض لے لو جب میرے پاس ہوگا میں ادا کر دوں گا۔ حضرت جابرؓ نے بیان کیا کہ ایسا کبھی نہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپ نے منع فرما دیا ہو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لئے کوئی چیز نہ اٹھا رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابوذرؓ! مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں سے میرے پاس ایک اشرفی بھی بچ جائے صرف قرض کی ادائیگی کے لئے رہ سکتا ہے۔ تو اے ابوذر! میں اس مال کو دونوں ہاتھوں سے خدا کی مخلوق میں تقسیم کر کے اٹھوں گا۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ اشرفیاں ملیں۔ آپ نے چار خرچ کر دیں اور دو بچ گئیں۔ ان کی وجہ سے آپ کو پوری رات نیند نہ آئی۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یہ تو معمولی سی بات ہے صبح خیرات کر دیجئے گا۔ آپ نے فرمایا: اے حمیرا (یہ حضرت عائشہؓ کا لقب تھا) کیا خبر میں صبح تک زندہ رہوں یا نہیں؟۔

سیرت نبوی میں اس جیسے بے شمار واقعات ہیں انہیں کو پیش نظر رکھ کر اور اسی نمونہ کو اختیار کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بڑی بے نفسی کی زندگی گزاری ضرورت مند کی ضرورت پوری کی اور کبھی سائل کو خالی نہ لوٹایا خواہ خود فاقہ کرنا پڑا ہو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس ہجرت سے قبل مکہ میں چالیس ہزار درہم تھے۔ آپؓ نے مسلمانوں پر پوری رقم خرچ کر دی۔ جب ہجرت کی تو ان کے والد ابو قحافہؓ نے صاحبزادی حضرت اسماءؓ سے دریافت کیا کہ ابوبکرؓ نے ساری رقم خرچ کر دی؟ حضرت اسماءؓ نے رقم رکھنے کی جگہ پر کچھ کنکری رکھ کر اپنے نابینا دادا کا ہاتھ پکڑ کر اس جگہ رکھ کر بتایا کہ دیکھئے سب کچھ تو ہے انہیں اطمینان ہو گیا۔ جنگ تبوک کے موقع پر بڑے ہی حیرت آموز واقعات پیش آئے ایک واقعہ حضرت امیر المومنین حضرت عمرؓ کے الفاظ میں سنیے فرماتے ہیں کہ جنگ تبوک کے لئے جب لشکر کی تیاری ہوئی تو مسلمان خاصی تنگی میں تھے مگر لوگوں نے بڑی فیاضی سے مال جمع کیا۔ خواتین نے اپنے زیورات تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے۔ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں کچھ خوشحال تھا سوچا کہ اس بار حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بازی لے جاؤں گا۔ میں نے اپنا نصف مال لیا اور خوشی خوشی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ بھی سامان لئے ہوئے مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا عمر! کیا لائے؟ میں نے عرض کیا کہ اپنے تمام مال کا نصف لے آیا ہوں اور نصف گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر برکت کی دعا دی پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: ابوبکرؓ تم کیا لائے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس جو کچھ تھا سب لے آیا ہوں۔ فرمایا اور گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

نے جواب دیا کہ ان کے لئے خدا اور اس کا رسول کافی ہے حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے یقین کر لیا کہ حضرت ابوبکرؓ کا مقابلہ ناممکن ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ روزہ سے تھیں۔ افطار کھانے کے لئے بکری کی ایک دست رکھی تھی۔ دروازہ پر فقیر کی آواز سنی تو خادمہ سے فرمایا کہ سائل کو وہ گوشت دے دو۔ خادمہ نے عرض کیا اور آپ روزے سے ہیں فرمایا کہ سائل زیادہ ضرورت مند ہے ایک بار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کو ساٹھ ہزار دینار بھیجے آپ نے اسی وقت تقسیم کروا دیا۔ خادمہ نے کہا کہ افطار کے لئے کچھ بچا لیا ہوتا آپؓ نے فرمایا کہ پہلے کیوں نہیں یاد دلایا۔

حضرت ابوطلحہؓ انصاری کا مسجد نبوی سے کچھ فاصلے پر موجودہ باب مجیدی کے سامنے کھجوروں کا ایک بڑا خوبصورت اور پھلدار باغ تھا۔ اس میں شیریں پانی کا کنواں جاری تھا۔ اور اس باغ میں انہوں نے اپنی رہائش کے لئے ایک جھگڑا سا بنا رکھا تھا۔ زندگی خوشی اور مسرت سے گزر رہی تھی جو دیکھتا رشک کرتا۔ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اس باغ کا پھل خود کھاتے اور دوست احباب غریب غرباء اور مہمانوں کو بھی کھلاتے بیان کرتے ہیں کہ جب قرآن مجید کی آیت۔

لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ

"تم خیر کامل کو کبھی نہ حاصل کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے"

نازل ہوئی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو سب سے زیادہ پیارا بیرحاء کا باغ ہے میں اس کو خدا کی راہ میں دیتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کچھ حصہ عطا کرنے کے لئے کہا مگر انہوں نے عرض کیا کہ حضور مجھے تو وہ پورا باغ ہی پسند ہے اس لئے پورا کا پورا خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہوں اور باغ کے باہر کھڑے ہو کر اہل خانہ کو آواز دی کہ تم لوگ باغ سے نکل آؤ میں نے اس باغ کو خدا کی راہ میں دے دیا ہے گھر والے حضرت ابوطلحہؓ کی آواز سن کر باغ سے نکل آئے۔

ایثار و قربانی، جود و سخا اور قربانی اور زہد اتقی کے یہ شاندار کارنامے ہیں جن کی مثال ملنی مشکل ہے۔

اکھنڈ بھارت اور مرزائی

جواہر لال نہرو انگریز کا باغی اور مرزائی انگریز کا خود کاشتہ پودا،

اس کے باوجود پنڈت جی کو مرزائیوں کا درد، آخر کیوں؟

انیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں یورپی درندے اسلامی دنیا کو پامال کر رہے تھے۔ دردمند مسلمان نصاریٰ کے مقابلہ میں جان سپاری و جان نثاری سے غازیانِ اسلام کی تاریخ کو روشن کر رہے تھے۔ ان حالات میں مرزا غلام احمد قادیانی (انگریز کا خود کاشتہ پودا) نصاریٰ کی ضرورت کے ماتحت رونما ہوا۔ انگریز کی سرپرستی میں نشوونما پائی۔ اس کی جماعت کے متعلق ہندو ذہن کا مطالعہ فرمائیے۔

شاعرِ مشرق، مفکر پاکستان جناب علامہ محمد اقبال مرحوم رقمطراز ہیں:

"میں خیال کرتا ہوں کہ قادیان کے متعلق میں نے جو بیان دیا تھا جس میں جدید اصول کے مطابق صرف ایک مذہبی عقیدہ کی وضاحت کی گئی تھی۔ اس سے پنڈت جی (جواہر لال نہرو) اور قادیانی دونوں پریشان ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف وجوہ کی بناء پر دونوں اپنے دل میں مسلمانوں کی مذہبی و سیاسی وحدت کے امکانات کو بھی بالخصوص ہندوستان میں پسند نہیں کرتے۔

علامہ مرحوم آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں: "اسی طرح یہ بات بھی بدیہی ہے کہ قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری سے گھبرائے ہوئے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانان ہند کے سیاسی وقار بڑھ جانے سے یہ ان کا یہ مقصد فوت ہو جائے گا کہ رسولِ عربی (فداہ امی وابی) کی امت میں سے قطع و برید کر کے ہندوستانی نبی کے لیے ایک جدید امت تیار کریں۔" (علامہ مرحوم کا یہ مضمون "اسلام اور احمدیت" مندرجہ رسالہ اسلام لاہور، ۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء)

جواہر لال نہرو۔ انگریز کا باغی اور مرزائی انگریز کا خود کاشتہ پودا۔ پنڈت جی کو مرزائیوں کا درد کیوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

اس تاریکی میں، اس مایوسی کے عالم میں ہندوستانی قوم پرستوں اور محبان وطن کو ایک ہی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے اور وہ ایک جھلک احمدیوں کی تحریک ہے جس قدر مسلمان احمدیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے اور آخر میں محب ہند اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں احمدیہ تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلام ازم کا خاتمہ کر سکتی ہے۔

آگے تحریر ہے: "جس طرح ایک ہندو کے مسلمان ہونے پر اس کی شردھا اور عقیدت، رام، کرشن، وید گیتا، اور رامائن سے اٹھ کر قرآن اور عرب کی بھومی میں منتقل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی مسلمان احمدی بن جاتا ہے تو اس کا زاویۂ نگاہ بدل جاتا ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس کی عقیدت کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ علاوہ بریں جہاں اس کی خلافت پہلے عرب اور ترکستان میں تھی۔ اب وہ خلافت قادیان میں آجاتی ہے اور مکہ مدینہ اس کے لیے روایتی مقامات مقدسہ رہ جاتے ہیں۔"

(مضمون ڈاکٹر شنکر داس ایم بی بی ایس۔ اخبار بندے

ماتم ۲۲، اپریل ۷۲ء)

مرزائیوں اور ہندوؤں کی اسی ملی بھگت کا مطالعہ فرمانے کے بعد مرزائیوں کے خلیفہ دوم مرزا محمود کی بھی سنیئے:

”میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی اس منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے، تو یہ اور بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے۔ تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے۔ اور پھر کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔“

(بیان مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل ۱۶/مئی ۱۹۴۷ء)

موجودہ ملکی بحران کے متعلق تحقیقات کے مطالبہ میں مشہور عالم دین مولانا احتشام الدین تھانوی تحریر فرماتے ہیں: ”یحییٰ خان اور مجیب کے درمیان ۲۳ روز تک سیاسی مذاکرات ہوتے رہے۔ کیا ان کے مذاکرات میں کسی مرحلہ پر ایم ایم احمد اور چوہدری ظفر اللہ بھی شریک ہوئے تھے اور کیا ایم ایم احمد نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی حمایت کی تھی۔“

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۸ دسمبر ۱۹۷۱ء)

مرزائی دنیا کے جس کونے میں بھی ہوں خلیفہ ربوہ کے ماتحت ہیں۔ حالیہ پاک بھارت جنگ سے قبل مرزائیوں کی قادیان (بھارت) کی شاخ نے بنگلہ دیش کی حمایت کی اور بھارت حکومت کو بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ واضح رہے کہ قادیان کا نظم و نسق بھی نظارت ربوہ کے ماتحت ہے۔

”ناظرین کرام خود فرمائیں کہ یہ صورت حال مرزا محمود کے بیان میں خط کشیدہ ”کسی نہ کسی طرح“ کی ہی تفسیر تو نہیں۔ اور کیا مرزائی جماعت حصول قادیان (جس کے لیے مرزائی ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں اپنی لاشیں امانتاً دفن کرتے ہیں) اور مرزا محمود کے بیان کی روشنی میں مغربی پاکستان (نعوذ باللہ) کی شکست و ریخت ہی کے سامان تو نہیں پیدا کر رہے۔

مرزا قادیانی ”نبی“ یا ”نفسیاتی مریض“

ایک جھوٹے مراقی شخص کا سائیکاجی تجزیہ اور تحلیل نفسی

مرزا قادیانی نے اپنی مذہبی زندگی کا آغاز ایک مبلغ اور مصلح کی حیثیت سے کیا۔

پھر محدث ہونے کا اعلان اور ۱۸۸۴ء میں مجدد ہونیکا اشتہار شائع کیا اس کے مثیل مسیح پھر مسیح موعود اور آخر کار نبی اور رسول ہونیکا اعلان کردیا۔

مختصر سوانحی خاکہ:- مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۳۹ء، ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۶۴ء–۱۸۶۸ء میں سیالکوٹ کی کچہری میں بطور محرر ملازمت کی۔ اسی دوران مختاری کا امتحان دیا مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ ۱۸۶۸ء کے بعد مذہب کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور تفصیلی مطالعہ کیا۔ یہ مناظروں کا دور تھا اس لیے آپ نے اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے کیے۔ اور اپنی کتاب ”براہین احمدیہ“ کا حصہ اول اور دوم شائع کیا۔ مرزا قادیانی نے اس کتاب کے سلسلے میں بے پناہ پراپیگنڈہ کیا تھا۔ ہندوستان کے بہت سے علمی و دینی حلقوں میں اس کتاب کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ اسی طرح اس کتاب نے مرزا قادیانی کو قصبہ قادیان کے گوشہ گمنامی سے نکال کر شہرت و احترام کے منظر عام پر کھڑا کر دیا۔ اور لوگوں کی نگاہیں ان کی طرف اٹھ گئیں۔ اس دوران قادیانی ایک مصنف اور اسلام کے وکیل کی حیثیت سے سامنے آئے۔

مرزا قادیانی نے اپنی مذہبی زندگی کا آغاز ایک مبلغ اور مصلح کی حیثیت سے کیا۔ پھر محدث ہونے کا اعلان کیا۔ ۱۸۸۴ء میں مجدد ہونے کا اشتہار شائع کر دیا۔ ۱۸۹۱ء میں مثیل مسیح اور پھر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور آخر کار ۱۹۰۱ء میں نبی اور رسول اللہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ ۱۹۰۸ء میں مرزا غلام قادیانی انتقال کر گئے۔

ختم نبوت:- پہلی صدی ہجری سے لے کر آج تک ہر زمانے کے اور پوری تاریخ اسلام میں ہر ملک کے مسلمان اور علماء اس عقیدے پر متفق ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا۔ اور یہ کہ جو بھی آپ کے بعد اس منصب کا دعویٰ کرے یا اس کو مانے وہ کافر خارج از ملت اسلام ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ ”محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔“ (الاحزاب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ میرے بعد اب کوئی رسول ہے نہ نبی۔“ (ترمذی) ”میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ (ابوداؤد)

ابتداء میں مرزا قادیانی خود بھی ختم نبوت کے قائل تھے اور نبوت کے داعی کو کافر گردانتے تھے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ نے آپ (آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم) پر نبیوں کو ختم فرما دیا۔" (حمامۃ البشریٰ) "فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔" (کتاب البریہ ص ۱۹۹)

"میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔" (تبلیغ رسالت ج دوم ص ۴۴)

دعویٰ نبوت کی حقیقت

قرآن و حدیث کے اتنے واضح دلائل اور پھر مرزا قادیانی کے اپنے اعلان کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری نبی ہیں اور ختم نبوت کا منکر کاذب اور کافر ہے۔ کے بعد مرزا قادیانی کا اعلان نبوت حیران کن ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی جو ختم نبوت کے داعی کو کاذب اور کافر سمجھتے تھے۔ خود اعلان نبوت کیوں کیا؟

مرزا قادیانی کے اعلان نبوت کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے صرف دنیوی اغراض و مفادات کے لیے سوچ سمجھ کر اور خوب غور و فکر کے بعد ایک پروگرام کے تحت یہ ڈھونگ رچایا ہو اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی سے پہلے بھی بہت سے لوگ نبوت کا دعویٰ کر چکے ہیں۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور صدیق اکبرؓ کے دور میں قتل ہوا۔ لیکن اگر مرزا قادیانی کی تصنیفات کا سرسری جائزہ لیا جائے تو معمولی سوجھ بوجھ کا ہر انسان ان کی تحریروں میں واضح تضادات کو فوراً محسوس کر لیتا ہے۔ مرزا قادیانی ایک ذہین آدمی ہے۔ اگر انہوں نے یہ دعویٰ سوچ سمجھ کر ایک سکیم کے تحت کیا ہوتا تو ان کی تصنیفات میں واضح تضادات نہ ہوتے۔ کیونکہ کسی بھی نارمل مرد کی تحریروں میں ایک تو نمایاں تضادات نہیں ہوتے جب کہ آپ کی تحریریں تضادات کا شاہکار ہیں۔ خود مرزا قادیانی کا ارشاد ہے:۔

"کسی عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ اگر کوئی پاگل یا مجنون یا ایسا منافق ہو جو خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔" (ست بچن ص ۳۰، روحانی خزائن ص ۱۴۲، ج ۱۰)۔

"جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۱، روحانی خزائن ص ۲۷۵، ج ۲۱)۔

مگر خود مرزا صاحب کا کلام تضاد اور تناقض سے بھرا پڑا ہے چنانچہ مثالیں درج ذیل ہیں۔

"اے لوگو دشمن قرآن نہ بنو۔ اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو۔ اس خدا سے شرم کرو۔ جس کے سامنے حاضر کیے جاؤ گے۔" (آسمانی فیصلہ ص ۲۵)

"ان پر واضح رہے کہ ہم بھی۔ نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔" (تبلیغ رسالت جلد ۶، ص ۳۰۲)

دوسری طرف فرماتے ہیں "اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔" (حقیقت الوحی)

"سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء ص ۱۱، روحانی خزائن ص ۲۳۱، ج ۱۸)

"میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا۔" (تریاق القلوب ص ۱۳۰، روحانی خزائن ص ۴۳۲ ج ۱۵)

دوسری طرف لکھتے ہیں۔ "خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔" (رسالہ الذکر الحکیم جلد ۴ ص ۲۵)

لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعان (لعنت کرنے والا) نہیں ہوتا۔ (ازالہ اوہام ص ۶۶۰، روحانی خزائن ص ۴۵۶، ج ۳)

"میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں۔" (آسمانی فیصلہ ص ۹، روحانی خزائن ص ۹، ج ۴)

"گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں۔" (اربعین ص ۴ ضمیمہ ۵)

"میں سچ سچ کہتا ہوں جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا۔ جس کو دشنام دہی کہا جائے۔" (ازالہ اوہام جلد ۱ ص ۹)

دوسری طرف رقمطراز ہیں "ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہو گئے ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بڑھ گئیں۔" (درثمین ص ۲۵۱)

مولانا محمد حسین بٹالوی کے متعلق فرماتے ہیں:۔ "پلید، بے حیا، سفلہ" (ضیاء الحق ص ۴۳)

مولانا ثناء اللہ امرتسری کے متعلق لکھتے ہیں: "کفن فروش کتا ہے۔" (اعجاز احمدی ص ۴۲، روحانی خزائن ص ۱۴۲، ج ۱۹)

"خبیث، سور، کتا، بدذات، گوہ خور۔" (بحوالہ الہامات مرزا قادیانی از شیخ الاسلام ص ۱۲۴ حاشیہ)

مولانا سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھتا ہے:۔

"غول، لئیم، فاسق، ملعون، نطفہ سفہاء، خبیث، کنجری کا بیٹا۔" (انجام آتھم ص ۲۸۱، روحانی خزائن ص ۲۸۱ ج ۱۱)

مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا تحریریں نہ صرف تضاد کا شاہکار ہیں بلکہ ایسی تحریریں ایک نبی کا تو ذکر ہی کیا کسی بھی شریف انسان کے مقام سے فروتر ہیں۔ کوئی بھی نارمل اور معقول انسان ایسی گندی زبان تحریر کرنا پسند نہیں کرتا چہ جائے کہ ایک نبی ایسی گھٹیا اور بازاری زبان استعمال کرے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے "اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔" (چشمہ معرفت ص ۲۰۹، روحانی خزائن ص ۲۱۸، ج ۲۳)

دوسری طرف لکھتے ہیں: "زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔" (نزول المسیح ص ۵۷، روحانی خزائن ص ۴۳۵، ج ۱۸) یاد رہے کہ مرزا قادیانی کی اصل زبان پنجابی تھی جبکہ ان کو زیادہ تر الہام اردو میں ہوئے۔

مزید برآں بقول مرزا قادیانی ان کو الہام بھی ہوتا تھا۔ آپ نے اپنی کتب میں اپنے بہت سے الہاموں کا ذکر کیا ہے مرزا قادیانی کو پہلا الہام ۱۸۶۵ء میں ہوا۔ بعد ازاں مرزا قادیانی کے بقول الہامات کی بھرمار شروع ہو گئی۔ چند الہامات ملاحظہ فرمائیے۔

"تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ (بزدلی) سے۔" (انجام آتھم ص ۵۵، روحانی خزائن ص ۵۵، ۵۶، ج ۱۱)

"خاکسار پیپرمنٹ" (البشریٰ جلد ۲ ص ۹۴) "عالم کباب" (البشریٰ جلد ۲ ص ۱۱۶)

"آسمان سے دودھ اترا محفوظ رکھو" (البشریٰ جلد ۲ ص ۱۱۳)

"کنواری ہوئی"

"بابو الہٰی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے"۔ (تتمہ حقیقت الوحی صہ ۱۴۳، روحانی خزائن صہ ۵۸۱ ج ۲۲)

"ہمارا رب عاجی ہے"۔ (براہین احمدیہ ج ۴ صہ ۵۵۶)

"میری فوت سو شکر کر تو نے میری خدیجہ کو دیکھ لیا"۔ (براہین احمدیہ جلد ۴ صہ ۵۵۶)

"دی کین واٹ وی ڈو WE CANNAHAT WE DO" (براہین احمدیہ ص ۴۸۰)

تضادات اور تناقضات کے علاوہ اگر مرزا قادیانی کے ایسے الہامات کا سرسری جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسا لغو، بے مقصد اور لایعنی کلام خدا کو تو کیا کسی نارمل انسان کا بھی نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نہ تھا بلکہ یہ ایک نفسیاتی بیماری پیرانائے PARANIA کے تحت تھا کیونکہ اگر یہ دعویٰ نبوت کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہوتا تو مرزا قادیانی کی تحریروں میں اس قدر کھلا تضاد نہ ہوتا اور نہ ہی وہ اپنے تصنیفات میں اپنے لغو بے مقصد اور لایعنی الہامات کا ذکر کرتے۔ مرزا قادیانی کے انگریزی الہامات کی زبان تک درست نہیں۔ مزید برآں سوچا سمجھا دعویٰ ہمیشہ ایسی کھلی اور واضح غلطیوں سے پاک ہوتا ہے۔

اس بیماری کے تحت مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ نبوت کوئی نیا یا انوکھا نہیں بلکہ اگر آپ آج بھی کسی پاگل خانے میں چلے جائیں تو آپ کی وہاں ملاقات پانچ سات ولیوں، دو چار نبیوں اور ایک آدھ خدا سے ضرور ہو جائے گی۔

پیرانائے PARANIA

پیرانائے (PARANIA) دیوانگی یا شدید دماغی خلل PSYCHOSIS کی وہ صورت ہے جب کہ وسوسوں یا خبطوں DELUSIONS کا ایک منظم گروہ مریض کے ذہن میں رچ بس جاتا ہے۔ ایسے مریض کے وسوسے اور خبط DELUSIONS نہایت منظم، مربوط، متمدن، مدلل، منطقی، مستقل، متعین شدہ WELL FIXED، پیچیدہ COMPLEX اور الجھے ہوتے INTRICATE ہوتے ہیں یہ وسوسے اکثر ایک ہی مرکزی خیال کے گرد گھومتے ہیں یہ مرض عموماً آہستہ آہستہ ہی بڑھتا ہے۔

اکثر مریضوں کی شخصیت میں کوئی نمایاں خرابی یا نقص نہیں ہوتا مریض فقط اسی وسوسے یا خبط DELUSION کی حد تک ابنارمل ہوتا ہے ورنہ باقی ہر لحاظ سے وہ صحیح عقل و فہم کا مالک ہوتا ہے اور بظاہر وہ معاشرے میں بالکل نارمل دکھائی دیتا ہے۔

بعض مریضوں کو سمعی اور بصری وہم — HALLUCINATIONS آتے ہیں۔ انہیں طرح طرح کی آوازیں سنائی دیتی ہیں، چیزیں نظر آتی ہیں۔ بعض مریض حواس خمسہ کے مختلف حواس سے کچھ نہ کچھ محسوس کرتا ہے، حالانکہ حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔

خبط کی دو قسمیں

اس نظام کے بنیادی وسوسے دو قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) اذیت بخش وسوسے (خبط اذیت)۔ (۲) پر شکوہ یا عظمت آمیز وسوسے (خبط عظمت)

خبط اذیت میں مریض سمجھتا ہے کہ لوگ اس کے خلاف ہیں، وہ لوگوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اور خبط عظمت کی وجہ سے مریض اپنے آپ کو ایک بڑا آدمی اور عظیم ہستی تصور کرتا ہے۔

خبط مذہبی / خبط عظمت کی ایک قسم مذہبی خبط عظمت ہے۔ جس میں مریض سمجھتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے "خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے میں اللہ کا منتخب بندہ ہوں اور اس کا برگزیدہ خادم ہوں — خدا کا نبی اور رسول ہوں اور مجھے خدا نے دنیا کی اصلاح کے لیے بھیجا ہے"۔ ایسے لوگ نئے نئے دین وضع کرتے ہیں۔ مذہبی کتابوں اور اصطلاحوں کی نئی نئی تفسیریں کرتے ہیں تاکہ انہیں تصورات کے مطابق ڈھال لیں۔ مریض محسوس کرتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے اور اسے الہامات ہوتے ہیں۔ (تحلیل نفسی۔ حزب اللہ۔ ابنارمل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف۔ کولمین)

یہ مرض عموماً مردوں کو ہوتا ہے۔ وہ بھی تیس سال کے بعد عمر کے آخری حصے میں۔ اس قسم کے مریض بہت شکی مزاج خود پسند ARROGANT متکبر SELF IMPORTANT گستاخ، مغرور اور نہایت حساس ہوتے ہیں۔ تنقید قطعاً برداشت نہیں کر سکتے۔ فوراً بھڑک اٹھتے ہیں۔ ایسے مریض تو زبردست احساس برتری کا شکار ہوتے ہیں مگر ان کے احساس برتری کے پس منظر میں احساس کمتری کارفرما ہوتا ہے۔ ان مریضوں کی اکثریت جنسی مسائل سے دوچار ہوتی ہے (ابنارمل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف۔ کولمین)

"پیرانائے" کے اکثر مریض ذہین ہوتے ہیں۔ ظاہری طور پر چونکہ بالکل نارمل معلوم ہوتے ہیں لہٰذا ہر قسم کے دلائل سے اپنی بات وقتی طور پر منوا لیتے ہیں۔ یہ لوگ واقعات اور حقائق کو اس طرح توڑ موڑ لیتے ہیں کہ وہ ان کے وسوسوں پر ٹھیک بیٹھتے ہیں۔ (تحلیل نفسی۔ حزب اللہ)

بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ جب مریض کو یہ وسوسے DELUSIONS آنے شروع ہوتے ہیں تو مریض کے دوست احباب اور عزیز و اقارب کو اس تبدیلی کا احساس تک نہیں ہوتا اور وہ اس طرف توجہ نہیں دیتے۔ کیونکہ مریض ظاہری طور پر بالکل نارمل ہوتا ہے۔ پھر جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے یہ وسوسے زیادہ منظم ہوتے جاتے ہیں اور مریض زیادہ مدلل، منطقی اور معقول معلوم ہوتا ہے۔ مرض جتنا شدید ہوگا اس کی گفتگو اتنی مدلل، منطقی اور معقول معلوم ہوتی ہے (سائیکالوجی اینڈ لائف اذ رشس)

ایسے مریض اپنے خیالات اور نظریات کو نہایت مربوط اور مدلل انداز میں اس طرح پیش کرتے ہیں کہ لوگ ان پر یقین کر لیتے ہیں۔ ایسے افراد اپنے رشتہ داروں، دوست احباب

مقررین اور واعظین، خطباء اور ائمہ مساجد کیلئے

شاندار تحفہ

خطبات و مواعظ جمعہ

مولانا مشتاق احمد عباسی

سال بھر کیلئے موقع و مہینہ کی مناسبت سے نہایت شاندار ۵۲ تقریریں، ہر تقریر کا مواد دلکش، مستند، قرآن و حدیث، سچے واقعات، دلچسپ حکایات اور پُر تاثیر اشعار سے مزین ہے۔

بے شمار علمی کتابوں کا نچوڑ، جمعہ کی تیاری نہایت آسان، سامعین کیلئے نہایت موثر، ہدیہ ۱۰/۱۱ بمع محصول ڈاک

کتب خانہ احیائے سُنّت

دار الکتابت ۹/۳۰ پر مارہ منشن ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان

فون نمبر: ۷۷۲۹۲۴۹

اور بعض دوسرے معقول افراد کو اپنے دعوے کی سچائی پر مطمئن کر لیتے ہیں۔ (ابنارمل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف۔ از کول مین)

مریض عموماً سمجھتا ہے اور اسے اس بات کا اعتراف ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کے نظریات اور خیالات کو وسوسے DELUSIONS خیال کرتے ہیں پھر بھی وہ ان کی واضح تردید سے مطمئن نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کا وسوسی نظام بہت پختہ اور اس کی ساخت پرداخت مدور بہ منطقی ہوتی ہے جس کی وجہ سے مریض اپنے وسوسوں پر جما ہوا ہوتا ہے (تحلیل نفسی، حزب اللہ)

عمومی وجوہات:۔ پیرانائے کی تشکیل میں مریض کی معاشرتی، سماجی، پیشہ ورانہ اور ازدواجی زندگی کی ناکامیاں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ ناکامیاں مریض کی خودی (انا) اور شخصی اہمیت کے تصور کو خطرے میں ڈال دیتی ہے۔ جس سے اس کا وقار سخت مجروح ہوتا ہے۔ ایسے افراد کے مقاصد زندگی اور خیالات بہت بلند IDEAL ہوتے ہیں۔ مگر جب وہ ان کو حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو یہ ناکامی ان میں احساس کمزوری اور احساس کمتری پیدا کرتی ہے اور پھر وہ اس احساس کمتری کو مٹانے یا کم کرنے کے لئے اپنے آپ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں (ابنارمل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف از کول مین)

فرائیڈ کے نزدیک اس مرض کے پیچھے دبی ہوئی ہم جنسی تمناؤں اور خواہشات کا گہرا ہاتھ ہوتا ہے اگرچہ مریض کو ان کا شعور و احساس نہیں ہوتا۔ یہ خواہشات نہایت غیر اخلاقی اور ناقابل قبول سمجھی جاتی ہیں۔ جو مریض کو پریشان کرتی ہیں۔ نتیجۃً مریض احساس گناہ اور احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس کی تلافی کرنے کے لیے وہ اپنے آپ کو بلند و اعلیٰ دکھانا چاہتا ہے۔ اس طرح اپنے وسوسوں کو ناقابل قبول اور متنفرانہ تمناؤں کے خلاف دفاعی فصیل سی بنا دیتا ہے۔ (ابنارمل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف، کول مین، تحلیل نفسی، حزب اللہ)

پیرانائے کی ایک وجہ جنسی عدم مطابقت SEXVAL MALADJUSTMENT بھی بیان کی جاتی ہے پیرانائے کے مریضوں کی اکثریت جنسی مسائل، پریشانیوں اور مشکلات کا شکار ہوتی ہے مگر ضروری نہیں کہ یہ مسائل ہم جنسیت ہی کے ہوں جیسا کہ فرائیڈ کا خیال ہے (ابنارمل سائیکالوجی اینڈ ماڈرن لائف از کول مین)

بقول کول مین عصر حاضر کے محققین کی اکثریت کے خیال کے مطابق اس بیماری کی تشکیل میں اہم ترین عناصر فرد کی دوسرے لوگوں کے ساتھ باہمی تعلقات میں دشواری، اپنی کوتاہی و کمزوری اور کمتری کا شدید احساس ہے۔

بعض دوسرے ماہرین کی رائے میں اس بیماری کی تشکیل میں عموماً مندرجہ ذیل وجوہات پائی جاتی ہیں۔ غیر اخلاقی کردار پر احساس گناہ۔ دبی ہوئی ہم جنسی خواہشات۔ احساس کمتری اور اعلیٰ غیر حقیقت پسندانہ امنگیں۔

مرزا قادیانی ایک نفسیاتی مریض،

اگر پیرانائے کے مرض کی علامات کا سرسری جائزہ لیا جائے تو ہم دیکھیں گے کہ اس مرض کی کم و بیش تمام علامات مرزا صاحب میں موجود تھیں۔ مثلاً:۔

تمام مریضوں کی طرح مرزا قادیانی کے تمام وسوسے DELUSIONS خوب منظم اور اکثر مریضوں کی طرح ایک ہی مرکزی خیال کہ وہ دنیا کی اصلاح کے لئے خدا کی طرف سے مامور ہیں کے گرد گھومتے ہیں۔ آپ پہلے ایک مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے۔ پھر محدث کی حیثیت سے سامنے آئے۔ پھر محدث اور مجدد ہونے کا اعلان کیا۔ بعد ازاں مثیل مسیح اور مسیح موعود بنے۔ اور آخر کار نبوت کا اعلان کر دیا۔ ان تمام دعووں کا مرکزی خیال ایک ہی ہے کہ وہ خدا کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے لئے مامور ہیں۔ اگرچہ بیماری کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کا دعویٰ بھی بڑھتا چلا گیا۔

مرزا قادیانی کے وسوسے اگرچہ مربوط، مدلل اور ایک ہی مرکزی خیال کے گرد گھومتے تھے مگر اکثر مریضوں کی طرح ان کے وسوسے خاصے پیچیدہ اور الجھے ہوئے تھے۔ ان کے الجھاؤ کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ وہ کبھی اپنے آپ کو مصلح (براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۲۳۸) اور محدث (ازالہ اوہام ص ۴۲۱، روحانی خزائن ص ۳۲۰ ج ۳) کہتے ہیں اور کبھی مجدد (تبلیغ رسالت جلد اول ص۱۵) کبھی مثیل مسیح (تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۲۱) اور مسیح موعود (ازالہ اوہام ص ۶۸۳) ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کبھی نبی (دافع البلاء ص ۱۰-۱۱، روحانی خزائن ص ۲۳۱ ج ۱۸) ہونے کا حتیٰ کہ کبھی کرشن رودر گوپال ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ (ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۴۲)۔

مرزا قادیانی کے وسوسوں کی پیچیدگی ان کے بعض الہامات سے مزید ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً "مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھ کو حاملہ ٹھہرایا۔ اور آخر کئی مہینے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں۔ بذریعہ اس الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنا دیا گیا پس اس طرح میں ابن مریم ٹھہرا (کشتی نوح ص ۴۷) یعنی پہلے مریم بنے پھر خود ہی حاملہ ہوگئے پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہوگئے۔

اکثر مریضوں کی طرح مرزا قادیانی کو یہ بیماری یک بارگی لاحق نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ اس بیماری میں آہستہ آہستہ گرفتار ہوتے گئے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے نبوت کا اعلان یک لخت نہیں کیا بلکہ پہلے وہ ایک مبلغ اور مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۲۳۸، روحانی خزائن ص۲۶۲ ج ۱) پھر محدث ہونے کا دعویٰ کیا۔ لکھتے ہیں "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے" (ازالہ اوہام ص ۴۲۱، خزائن روحانی ص ۳۲۰ ج ۳) ۱۸۸۴ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ لکھتے ہیں چنانچہ ان کے بقول "اور مصنف کو بھی اس بات کا علم دیا گیا کہ وہ مجدد وقت ہے" (تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۵) پھر مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا فرماتے ہیں "مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے" (اشتہار مرزا قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۲۱) ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا۔ چنانچہ رقمطراز ہیں:۔

"میں مسیح موعود ہوں" (ازالہ اوہام ص ۶۸۳) روحانی خزائن ص ۴۶۸ ج ۳) حتیٰ کہ آخر کار مرزا قادیانی نے ۱۹۰۱ء میں نبوت و رسالت کا دعویٰ کر دیا۔ فرماتے ہیں "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا" (دافع البلاء ص ۱۰-۱۱، روحانی خزائن ص ۲۳۱ ج ۱۸) "اس نبوت میں نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں" (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، روحانی ۴۰۶، ۴۰۷ ج ۲۲) مختصر یہ کہ مرزا قادیانی کے مذہبی خبط عظمت کے وسوسے کے تقریباً ۱۸۷۹ء میں شروع ہوئے بڑھتے بڑھتے ۱۹۰۱ء میں نبوت کے دعوے پر منتج ہوئے مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں۔

"حال یہ ہے اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہو رہے ہیں اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آگیا ہے" (خط مرزا قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۶ نمبر ۲۹ مورخہ

۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

بعض مریضوں کی طرح آپ کو سمعی اور بصری وا ہمے ۱۸۸۲ء تا ۱۸۸۴ء آتے تھے انہیں آوازیں سنائی دیتی تھیں اور لوگ نظر آتے تھے چنانچہ لکھتے ہیں: "میرے پاس جبرائیل آیا اور اس نے مجھے چن لیا۔" (مواہب الرحمٰن ص ۴۲) "بعض اوقات دیر دیر تک خدا مجھ سے باتیں کرتا رہتا" (سیرۃ المہدی جلد اول ص ۵۸ مصنفہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد)

مذہبی خبط عظمت میں مریض محسوس کرتا ہے اور دعویٰ بھی کرتا ہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے اور اسے الہامات ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی تصنیفات میں جگہ جگہ اپنی وحی اور الہامات کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً

"یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا" (سراج منیر ص ۳۰۲)

"بیس سال سے متواتر اس عاجز پر الہام ہوا ہے۔" (خط مرزا قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد ۳ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

"مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن پر۔" (اربعین نمبر ۴ ص ۲۵)۔

جیسا کہ قبل ازیں بتایا جا چکا ہے کہ مذہبی خبط عظمت کا مریض سمجھتا اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کا منتخب بندہ اور اس کا برگزیدہ خادم ہے۔ خدا نے دنیا کی اصلاح کے لیے اسے بھیجا ہے۔ ایسے لوگ نئے نئے دین وضع کرتے ہیں۔ مذہبی کتابوں اور اصلاحوں کی نئی نئی تفسیریں ایجاد کرتے ہیں تاکہ انہیں اپنے تصورات کے مطابق ڈھالیں لیں۔

مرزا قادیانی چونکہ مذہبی خبط عظمت کے مریض تھے چنانچہ ان کے دعوے بالکل اسی نوعیت کے تھے مثلاً خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا۔" (اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت ص ۹۲) براہین احمدیہ میں اپنی ذات کے متعلق بار بار اظہار کرتے ہیں کہ وہ دنیا کی اصلاح اور اسلام کی دعوت کے لیے خدا کی طرف سے مامور اور عصر حاضر کے مجدد ہیں۔ اور ان کو حضرت مسیح سے مماثلت ہے۔" (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۹ مصنفہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد)

چنانچہ مرزا قادیانی نے ایک نیا دین وضع کیا اور نبی بن گئے اس کے لیے قرآن و حدیث کی عجیب و غریب تشریح اور تفسیر کی جو کہ نہ صرف علماء امت کے اجماع کے خلاف ہے بلکہ ان کے اپنے ابتدائی خیالات کے بھی برعکس ہے مثلاً ابتداء میں آپ ختم نبوت کے قائل تھے اور ختم نبوت کے منکر کو کافر سمجھتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: "قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔" (ازالہ اوہام ص ۷۶۱) "اللہ کو شایان شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایان کہ سلسلۂ نبوت کو دوبارہ شروع کر دے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۷۷)

(روحانی خزائن ص ۳۷۷ ج ۵)

"ہم اس بات کے قائل ہیں اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔" (سراج منیر ۳۰۲)

چنانچہ بعد ازاں جب مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو لفظ ختم نبوت کی عجیب و غریب تعبیر اور تفسیر کی۔ اور اس کو اپنے تصورات کے مطابق ڈھال لیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں: "وہ (آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم) ان معنوں میں خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں۔" (چشمہ معرفت ضمیمہ ص ۹ روحانی خزائن ص ۳۸۰ ج ۲۳) یعنی "خاتم النبیین" کے معنی آخری نبی کے نہیں بلکہ افضل النبیین کے ہیں۔ اس طرح نبوت کا دروازہ تو کھلا ہے البتہ کمالات نبوت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم ہو گئے ہیں۔

مرزا صاحب نے اپنی نبوت اور رسالت کے لیے ایک اور دلچسپ تاویل کی۔ لکھتے ہیں: "مجھے بروزی صورت میں نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

اس مرض کے عام مریضوں کی طرح مرزا قادیانی کو بھی ہم سال کے بعد عمر کے دوسرے حصہ میں لاحق ہوا۔ آپ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۱ء میں پہلی مرتبہ اپنی تصنیف "فتح الاسلام" میں مثیل مسیح اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ بعد ازاں ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔

خبط عظمت کے گرفتار دیگر مریضوں کی مانند مرزا صاحب بھی بہت حساس تھے۔ اپنے خلاف تنقید ہرگز برداشت نہیں کر سکتے تھے چنانچہ اس دور کے جن علماء نے ان کے دعویٰ نبوت پر تنقید کی وہ ان پر برس پڑے حتیٰ کہ گالی گلوچ پر اتر آئے۔ مثلاً مولانا ثناء اللہ امرتسری کے متعلق لکھتے ہیں۔

"کفن فروش۔ کتا۔ خبیث۔ سور۔ گوہ خور۔" (اعجاز احمدی الہامات مرزا از شیخ الاسلام)

مولانا سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"غول۔ لئیم۔ فاسق۔ ملعون۔ نطفہ سفہاء۔ خبیث۔ کنجری کا بیٹا۔" (انجام آتھم ۲۸۱، روحانی خزائن ص ۲۸۱ ج ۱۱)

خبط عظمت کے اکثر مریضوں کی طرح مرزا قادیانی بھی زبردست احساس برتری کا شکار تھے اور ان کا یہ احساس اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اول تو وہ اپنے آپ کو تمام انبیاء کا ہم پلہ اور ہم چشم سمجھتے تھے اور اس پر مستزاد یہ کہ اپنے تئیں جامع کمالات انبیاء بلکہ تمام انبیاء سے افضل نبی گردانتے تھے۔ چنانچہ ان کے بقول

ا۔ خدا نے میرے ہزارہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت کم نبی گذرے ہیں جن کی تائید کی گئی۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸، روحانی خزائن ص ۵۸۶ ج ۲۲)

ب۔ اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راستباز اور مقدس نبی گذر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیے جاویں سو وہ میں ہوں۔" (براہین احمدیہ پنجم ص ۹۰/۹۱)

ج۔ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان کو پیدا نہ کرتا۔" (حقیقۃ الوحی ص ۹۹۔ خزائن ص ۱۰۲ ج ۲۲)

د۔ مرزا قادیانی اپنے کو حضرت آدمؑ (خطبات الہامیہ) حضرت نوحؑ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷، روحانی خزائن ص ۵۷۵ ج ۲۲) حضرت یوسفؑ (براہین احمدیہ پنجم) اور حضرت عیسیٰ (تریاق القلوب ص ۱۵۷، روحانی خزائن ص ۴۸۱ ج ۱۵) سے افضل سمجھتے تھے۔

ہ۔ "اور اس شخص (مرزا قادیانی) کو تم نے دیکھ لیا جس کو دیکھنے کے لیے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔

(اربعین ص ۴ نمبر ۱۴)

بقول کولا میں ان مریضوں کی اکثریت جنسی مسائل سے دوچار ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی بھی اسی اکثریت میں شامل تھے۔ مرزا قادیانی کی قوت مردی کمزور تھی۔ جس کا مرزا قادیانی کو علم بلکہ پوری شدت سے احساس تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"حالت مردمی کالعدم" (نزول المسیح ص ۲۰۹، روحانی خزائن ص ۵۸۷ ج ۱۸)

"جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں آخر میں صبر کیا۔" (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم خط نمبر ۱۴)

"میری حالت مردمی کالعدم تھی۔" (تریاق القلوب ص ۳۵، ۳۶، روحانی خزائن ص ۲۰۳ ج ۱۵)

چونکہ یہ مریض اکثر ذہین افراد ہوتے ہیں۔ لہذا یہ لوگ واقعات اور حقائق کو اس طرح توڑ موڑ لیتے ہیں کہ وہ ان کے وسوسوں پر ٹھیک بیٹھتے ہیں۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی ابن مریم اور نبی بننے کے لیے حقائق کو توڑتے موڑتے رہے چنانچہ آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ اور چونکہ مسیح موعود تو حضرت عیسیٰ ابن مریم ہیں۔ لہذا مرزا قادیانی نے خود عیسیٰ ابن مریم بننے کے لیے یہ پر لطف تاویل فرمائی۔ "اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے۔ دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی۔۔۔۔ پھر۔۔۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی۔ اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اسی طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔" (کشتی نوح ص ۸۷ تا ۸۹، روحانی خزائن ص ۵۰ ج ۱۹)

یعنی پہلے آپ مریم بنے پھر خود ہی حاملہ ہوئے پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہو گئے اس کے بعد یہ مشکل آئی کہ عیسیٰ ابن مریم کا نزول تو احادیث کی رو سے دمشق میں ہونا تھا جو کئی ہزار سال سے شام کا ایک مشہور و معروف مقام ہے۔ یہ مشکل ایک دوسری دلچسپ تاویل سے یوں رفع کی گئی لکھتے ہیں:۔

"واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں۔ جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک مشابہت اور مناسبت رکھتا ہے۔" (حاشیہ ازالہ اوہام ص ۶۳ تا ۷۳، روحانی خزائن حاشیہ ص ۱۳۴ تا ۱۳۸ ج ۳)

خبط عظمت اکثر مریضوں کی طرح مرزا قادیانی کی شخصیت میں بھی کوئی نمایاں خرابی یا نقص نہ تھا بلکہ ظاہراً آپ بالکل نارمل انسان تھے۔ آپ بھی محض اپنے وسوسوں DELUSION کی حد تک ابنارمل تھے۔ مزید برآں مرزا صاحب اکثر مریضوں کی طرح ذہین اور اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کے مالک تھے چنانچہ آپ نے اپنے خیالات اور نظریات کو نہایت مربوط اور مدلل انداز میں پیش کیا جس کی وجہ سے نہ صرف ان کے قریبی عزیزوں اور دوستوں بلکہ معاشرے کے بعض دوسرے ذہین افراد نے بھی ان کے دعوے کی سچائی کو مان لیا۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان، ۲۰ برس تک مرزا قادیانی کے مرید رہے بعد ازاں توبہ کر لی اور مرزا قادیانی کے شدید مخالف بن گئے۔

مریض کو عموماً احساس اور اعتراف ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کے نظریات اور خیالات کو درست خیال نہیں کرتے مگر پھر بھی وہ ان کی واضح تردید سے مطمئن نہیں ہوتا۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:۔

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ (مولانا ثناء اللہ امرتسری) اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔" (مرزا قادیانی کا اشتہار مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۲۰)

یعنی مرزا قادیانی کو بھی احساس تھا کہ دوسرے لوگ ان کے خیالات کو درست نہیں سمجھتے مگر مولانا ثناء اللہ اور دوسرے علماء کی واضح تردید سے بھی آپ مطمئن نہیں ہوئے بلکہ نبوت کا شوق جاری رکھا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی مذکورہ بالا اشتہار کے ایک سال بعد فوت ہو گئے جبکہ مولانا ثناء اللہ امرتسری تیس سال تک زندہ رہے۔

اگرچہ مرزا قادیانی کو کوئی دوسری ذہنی بیماری PSYCHOSIS لاحق نہ تھی جس کی وجہ سے وہ ظاہری طور پر نارمل معلوم ہوتے تھے مگر مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد نے ان کی بعض خفیف ذہنی بیماریوں NEUROSIS کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً

"مرزا قادیانی کو جوانی میں ہسٹریا کی بیماری ہو گئی تھی۔ اور کبھی کبھی اس کا ایسا دورہ پڑتا تھا کہ بے ہوش ہو کر گر جاتے تھے۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳ مصنفہ مرزا بشیر احمد)

"اور پھر ان سب پر مستزاد مالیخولیا اور مراق کا موذی مرض" (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۵ مصنفہ مرزا بشیر احمد)

مذکورہ بالا واقعات، حقائق اور دلائل سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ خبط عظمت کی کم و بیش تمام علامات مرزا قادیانی کی شخصیت میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی دراصل ایک شدید ذہنی بیماری PSYCHOSIS پیرانائے PARANOIA میں مبتلا تھے اور ان کا دعویٰ نبوت بھی اسی بیماری کے اثر کا نتیجہ تھا۔

اب ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو یہ نفسیاتی بیماری کیوں لاحق ہوئی؟ ہمارے خیال میں آپ کی بیماری کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:۔

اگر پیرانائے کی عام وجوہات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ زیادہ تر مریض انہی وجوہات کی بنا پر اس مرض کا شکار ہوتے ہیں مرزا صاحب کی اس بیماری کی تشکیل میں ان کی پیشہ ورانہ اور ازدواجی زندگی کی ناکامیوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ آپ کی ابتدائی زندگی عسرت اور غربت سے شروع ہوئی لکھتے ہیں "مجھے صرف اپنے دستر خوان اور روٹی کی فکر تھی۔" (نزول مسیح ص ۱۱۸، روحانی خزائن حاشیہ ص ۴۹۶ ج ۱۸) بعد ازاں ۶۴ - ۱۸۶۸ء میں آپ نے سیالکوٹ کی کچہری میں بطور محرر ملازمت کی۔ اس دوران ترقی کے لیے مختاری کا امتحان دیا مگر ناکام رہے۔ "آپ (مرزا قادیانی) نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔" (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳۸ مرزا بشیر احمد)

اسی طرح مرزا قادیانی کی ازدواجی زندگی بھی کچھ زیادہ کامیاب نہ تھی کیونکہ آپ کی قوت مردمی کمزور تھی لکھتے ہیں "جب میں شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں آخر میں نے صبر کیا۔" (المکتوب احمدیہ جلد پنجم خط نمبر ۱۴) "حالت مردمی کالعدم" (نزول المسیح ص ۲۰۹) روحانی خزائن ص ۵۸۷ ج ۱۸)

باقی صفحہ ۱۰ پر

آخری قسط

یہ ہے قادیانی مذہب

یہ مضمون مملکت عربیہ سعودیہ نے حج کے ایام میں شائع کر کے تقسیم کیا۔ بعض باتیں اس میں توجہ طلب ہیں۔ پھر بھی ہم اسے بلا ترمیم و تنسیخ شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

پھر آگے چل کر وہ لکھتا ہے کہ: "میں نے نہ صرف انگریزی، ہندوستان کے مسلمانوں کے دلوں کو انگریزی حکومت کی اطاعت سے بھرنے کی کوشش کی، بلکہ عربی، فارسی اور اردو میں بہت سی کتابیں بھی لکھی ہیں جن میں میں نے اسلامی ملکوں کے باشندوں کے سامنے وضاحت کی کہ ہم انگریزی حکومت کی سرپرستی میں اور اس کے فنک سائے میں کس طرح اپنی زندگی گزار رہے ہیں اور تحفظ، مسرت، فلاح و بہبود اور آزادی کا لطف اٹھا رہے ہیں۔" (صفحہ ۱۰)

آگے وہ کہتا ہے: "مجھے پورا یقین ہے کہ جیسے جیسے میرے پیروؤں کی تعداد میں اضافہ ہوگا، ان لوگوں کی تعداد کم ہو گی جو جہاد پر ایمان رکھتے ہیں کیوں کہ صرف مجھ پر ایمان لانا ہی جہاد سے انکار ہے۔" (صفحہ ۱۰)

وہ یہ بھی کہتا ہے: "خالانکہ میں احمدیت کی تبلیغ کے لیے روس گیا تھا، لیکن احمدیہ فرقہ اور انگریزی حکومت کے مفادات یکساں ہونے کی وجہ سے میں نے جہاں کہیں بھی لوگوں کو اپنے فرقہ میں شمولیت کی دعوت دی وہاں انگریزی حکومت کی خدمت کو بھی اپنا فرض سمجھا۔" (الفضل مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۲ء میں شائع شدہ محمد امین قادیانی مبلغ کے ایک بیان کا اقتباس)

ایک اور جگہ اس نے کہا: "درحقیقت انگریزی حکومت ہمارے لیے ایک جنت ہے اور احمدیہ فرقہ اس کی سرپرستی میں مسلسل ترقی کر رہا ہے اگر تم اس جنت کو کچھ عرصے کے لیے الگ کر دو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تمہارے سروں پر زہریلے تیروں کی زبردست بارش ہوتی ہے ہم اس حکومت کے کیوں نہ مشکور ہوں جس کے ساتھ ہمارے مفاد مشترک ہیں۔ جس کی بربادی کا مطلب ہماری بربادی ہے اور جس کی ترقی سے ہمارے مقصد کی ترقی میں مدد ملتی ہے۔ اس لیے جب کبھی اس حکومت کا دائرۂ اثر وسیع ہوتا ہے، ہمارے لیے اپنی دعوت کی تبلیغ کا ایک نیا میدان ظاہر ہوتا ہے۔" (الفضل، مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

وہ یہ بھی کہتا ہے: "احمدیہ فرقہ اور انگریزی حکومت کے درمیان تعلقات اس حکومت اور دوسرے فرقوں کے درمیان موجودہ تعلقات کی مانند نہیں ہیں ہمارے حالات کے مقتضیات دوسروں سے مختلف ہیں۔ کیوں کہ ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ حکومت کے لیے سود مند ہے، وہ ہمارے لیے بھی سود مند ہے اور جوں جوں انگریزی عملداری وسیع ہوتی ہے ہمیں بھی ترقی کے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ اگر حکومت کو نقصان پہنچتا ہے، خدا نہ کرے، تو ہم بھی امن و امان کے ساتھ زندگی گزارنے کے قابل نہ رہیں گے۔" (الفضل، مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۱۸ء میں شائع شدہ قادیانی خلیفہ کے بیان سے)

استفتاء کے صفحہ ۵۹ پر وہ کہتا ہے: "حکومت کی تلوار اگر نہ ہوتی تو ہمارے ہاتھوں میں بھی اس انجام کو پہنچتا جس انجام کو عیسیٰ کافروں کے ہاتھوں سے پہنچا۔ اسی لیے ہم حکومت کے شکر گزار ہیں۔ خوشامد کے طور پر یا ریاکاری کے طور پر نہیں بلکہ حقیقی طور پر مشکور ہیں۔ ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے زیر سایہ اس سے بھی زیادہ تحفظ کا لطف اٹھایا جس کی ہم آج کل اسلام کی حکومت کے تحت امید کر سکتے ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ ہمارے مذہب میں انگریزوں کے خلاف جہاد میں تلوار اٹھانا ناجائز ہے۔ اسی لیے تمام مسلمانوں کو ان کے خلاف لڑنے اور ناانصافی اور بد اطواری کی حمایت کرنے سے منع کیا گیا ہے، کیوں کہ انہوں نے ہمارے ساتھ حسن سلوک سے کام لیا اور ہم طور سے کریم النفسی سے پیش آئے کیا مہربانیوں کا جواب مہربانی سے ہی نہیں دینا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ان کی حکومت ہمارے لیے جائے امن اور ہمعصروں کے ظلم و ناانصافی سے حفاظت کے لیے پناہ گاہ ہے۔"

پھر وہ کہتا ہے: "ان کی سرپرستی میں شب کی سیاہی ہمارے لیے اس دن سے بہتر ہے جو ہم اصنام پرستوں کے زیر سایہ گزاریں لہٰذا یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے شکر گزار ہوں۔ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو ہم گناہ گار ہوں گے۔"

"خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم نے حکومت کو اپنے خیر خواہوں میں پایا اور کلام مقدس نے واجب قرار دیا ہے کہ ہم اس کا شکریہ ادا کریں لہٰذا ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کی خیر خواہی کرتے ہیں۔"

اسی کتاب کے صفحہ ۶۹ پر لکھا ہے: "پھر انگریزوں کے عہد میں خدا نے میرے والد کو کچھ گاؤں واپس کر دیئے۔"

حمامۃ البشریٰ کے صفحہ ۴۵ پر وہ کہتا ہے: "ہم اس کی سرپرستی میں حفاظت و عافیت اور مکمل آزادی کے ساتھ رہتے ہیں۔"

اسی کتاب میں وہ یہ بھی لکھتا ہے: "اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہم مسلم بادشاہوں کے ملک کو ہجرت کر جائیں تو بھی ہم اس سے زیادہ تحفظات اور اطمینان نہیں پا سکتے۔ یہ (انگریزی حکومت) ہمارے ساتھ اور ہمارے آباؤ اجداد کے ساتھ اتنی فیاض رہی ہے کہ ہم اس کی برکات کے لیے قرار واقعی شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔"

وہ یہ بھی کہتا ہے: "میں یہ خیال رکھتا ہوں کہ مسلم ہندوستانیوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ غلط راہ پہ چلیں اور اس خیر خواہ حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھائیں۔ نہ ہی ان کا اس معاملہ میں کسی دوسرے کی مدد کرنا ہی مخالفوں

کی بدکاری کی الفاظ، عمل، مشورہ، زیبا معاندانہ تدبیروں سے اعانت کرنا درست ہے۔ حقیقت میں یہ تمام کام قطعی ممنوع ہیں اور وہ جوان کی حمایت کرتا ہے، خدا اور رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور سرتاپا غلطی پر ہے۔ بجائے اس کے شکر بجالانا واجب ہے خدا اور رسول کی اور جو انسانوں کا مشکور نہیں وہ خدا کا شکر بھی نہیں بجالائے گا۔ محسن کو ایذا پہنچانا خباثت ہے، انصاف اور اسلام کے راستے سے انحراف کو وجود میں لاتا ہے اور خدا اللہ اور سے محبت نہیں کرتا۔“

غلام قرآن میں موجود جہاد کے بارے میں تمام آیات کو نظر انداز کر گیا ہے۔ اس نے جہاد اور اس کی فضیلت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث بھی نظر انداز کر دیں۔ اور یہ حقیقت مسلم بھی کہ جہاد قیامت تک رہے گا۔

قادیان کا حج، مسجد اقصیٰ اور حجر اسود

اخبار الفضل کے شمارہ نمبر ۸۲۸۱ جلد نمبر ۱۰ دسمبر ۱۹۲۲ء میں محکمہ تعلیم قادیان کا ایک اشتہار چھپا۔ اس کا مضمون یہ تھا:

”وہ شخص جو کہ مسیح موعود کے قبہ سفید کی زیارت کرتا ہے وہ مدینہ میں رسول اللہ کے قبہ خضرا سے متعلق برکات میں شرکت پاتا ہے۔ وہ شخص کتنا بدنصیب ہے جو قادیان کے حج اکبر کے دوران خود کو اس نعمت سے محروم رکھتا ہے۔“

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قادیان مقدس مقام ہے اس بارے میں خلیفہ محمود کہتا ہے: ”درحقیقت خدا نے ان تین مقامات کو مقدس قرار دیا ہے (مکہ، مدینہ اور قادیان) اور اپنی تجلیات کے ظہور کے لیے ان تین مقامات کا مقدس انتخاب ہے۔“

(الفضل، ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء)

قادیانی مذہب ایک قدم اور آگے بڑھ کر ان آیات کو جو خدا کے شہر الحرام اور مسجد اقصیٰ (یروشلم) کے بارے میں نازل ہوئیں، قادیان پر منطبق کرتا ہے۔ غلام احمد نے براہین احمدیہ کے حاشیہ پر تحریر کیا۔ ”خدا کے یہ الفاظ — اور وہ جو اس میں داخل ہوا، مامون رہے گا — مسجد قادیان کے بارے میں صادق ہے۔“ (صفحہ ۵۵۸)

اپنے ایک شعر میں وہ کہتا ہے: ”قادیان کی زمین عزت کی مستحق ہے یہ کائنات کے آغاز سے ہی مقدس سرزمین ہے۔“

”درثمین“ غلام احمد کے اقوال کا مجموعہ صفحہ ۵۲)

الفضل، شمارہ ۲۳ مجلد ۲۰ میں ہم پڑھتے ہیں کہ ”آیت خداوندی۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ کو شب کے وقت لے گئی مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک، جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔ میں مسجد اقصیٰ سے مراد مسجد قادیان ہے اور اگر قادیان کا مرتبہ شہر مقدس کے برابر اور ہو سکتا ہے کہ اس سے بھی افضل ہے تو اس کا سفر بھی سفر حج کے برابر ہونا چاہیے یا ہو سکتا ہے کہ اس سے بھی افضل ہو۔“ الفضل کے شمارہ ۴۲ جلد ۲۰ میں ہم پڑھتے ہیں: ”حج قادیان فی الواقع بیت الحرام (یعنی کعبہ) کے حج کے برابر ہے۔“

”پیغام صلح“ نامی صحیفہ، لاہوری قادیانیوں کا ترجمان ہے یہ اضافہ کرتا ہے۔ ”قادیان کے حج کے بغیر مکہ کا حج روکھا سوکھا حج ہے۔ کیوں کہ آج کل حج کرنا اپنا مشن پورا کرتا ہے اور نہ اپنا مقصد حاصل کرتا ہے۔“ (شمارہ ۳۳ جلد ۲۱)

استفتاء کے صفحہ ۴۲ پر غلام کہتا ہے: ”میں ہی حقیقت میں حجر اسود ہوں جس کی طرف منہ کر کے زمین پر نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ اور جس کے لمس سے لوگ برکت حاصل کرتے ہیں۔“

الہام کے دعویٰ کی بنیاد پر قرآن میں تحریف اور اس کی مثالیں

”حمامۃ البشریٰ“ کے صفحہ ۱۰ پر غلام کہتا ہے: ”اس نے کہا: اے احمد تم پر خدا کی برکت ہو، کیوں کہ جب تم نے پھینکا، تو یہ تم نہ تھے، بلکہ خدا تھا جس نے لوگوں کو خبردار کرنے کے لیے پھینکا۔ جن کے آباء کو خبردار نہیں کیا گیا تھا تاکہ مجرموں کی تدابیر ظاہر ہو جائیں۔ اور اس نے کہا: کہو، اگر یہ میرا اختراع ہے تو میرا گناہ مجھ پر ہے یہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے تمام (دوسرے) مذاہب سے ممتاز کر سکے۔ خدا کے الفاظ کوئی نہیں بدل سکتا اور تمہاری طرف سے مضحکہ اڑانے والوں سے نمٹنا ہمارا کام ہے اور اس نے کہا: تم نے اپنے رب سے اس کی رحمت کی نشانی کے لیے اصرار کیا اور اس کی فیاضی کے باعث تم مجنونوں میں سے نہیں ہو۔ وہ تمہیں دوسرے معبودوں سے ڈراتے ہیں۔ تم ہماری نگاہوں میں ہو۔ میں نے تمہیں المتوکل کہہ کر پکارا ہے (یعنی وہ جو خدا پر بھروسہ رکھتا ہے) اور خدا نے اپنے عرش سے تمہاری تعریف کی۔ نہ ہی یہود اور نہ ہی نصاریٰ تم سے مطمئن ہوں گے۔ انہوں نے سازش کی اور خدا نے سازش کی لیکن سازش کرنے والوں میں خدا بہترین ہے۔“

”استفتاء“ کے صفحہ ۸۲ پر وہ کہتا ہے: ”اور اس نے ان الفاظ میں مجھ سے کلام کیا جن میں سے کچھ کا بیان ہم یہاں کریں گے۔ اور ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں، جس طرح ہم اللہ خالق الانام کی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

”اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحیم ہے۔ اے احمد تم پر خدا کی برکت ہو۔ جب تم نے پھینکا تو یہ تم نہ تھے بلکہ خدا تھا جس نے پھینکا۔ اس مہربان نے قرآن پڑھایا تاکہ تم ان لوگوں کو خبردار کر سکو جن کے آباء کو خبردار نہیں کیا گیا تھا اور مجرموں کی تدابیر ظاہر ہو جائیں۔ کہو کہ حق ظاہر ہو گیا اور باطل مٹ گیا، یقیناً باطل کو مٹنا ہی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمام برکتیں، مبارک ہے وہ جو سکھاتا ہے اور اس سے زیادہ کہ یہ جعلسازی ہے۔ تو پھر اللہ کا نام لو انہیں ان کے مباحث میں کھیلتے ہوئے ان کے حال پر چھوڑ دو۔ کہو، اگر یہ میرا اختراع ہے تو مجھ پر سخت گناہ ہے اور اس سے زیادہ غلطی پر اور کون ہوگا جو اللہ کے بارے میں غلط بیانی کرے یہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے تمام (دوسرے) مذہبوں سے ممتاز کر سکے۔ اس کے الفاظ کوئی نہیں بدل سکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ تم نے اسے کہاں سے حاصل کیا؟ یہ انسانی کلمات کے سوا کچھ بھی نہیں اور دوسروں نے اس میں اس کی مدد کی۔ پھر کیا تم اپنی کھلی آنکھوں کے ساتھ خود کو جادو کے پاس لے جاؤ گے۔ دور ہو جاؤ، شئے موعودہ کو لے جاؤ! کون ہے جو یہ ذلیل، جاہل یا مجنوں ہے؟ کہو کہ میرے پاس خدا کی تصدیق ہے۔ کیا تم مسلمان ہو؟“

صفحہ ۷۹ پر وہ کہتا ہے: ”خدا تمہیں نہیں چھوڑے گا۔ جب تک کہ برائی اور بھلائی میں تمیز نہ ہو جائے، جب خدا کی مدد اور فتح آئے اور تمہارے رب کا وعدہ پورا ہو جائے۔ یہی تو ہے وہ جس کے لیے تم جلدی میں تھے۔ میں نے ارادہ کیا کہ (زمین پر) میرا خلیفہ ہو۔ اس لیے میں نے آدم کی تخلیق کی۔ پھر وہ نزدیک آیا اور اپنے آپ کو اتنا جھکایا کہ دو کمان کے برابر دوریا نزدیک تھا۔ اس نے دین کا احیاء

کیا اور شریعت کو قائم کیا۔ اے آدم، تم اور تمہاری زوجہ جنت میں سکونت پذیر ہو۔ اے ابن مریم، تم اور تمہاری زوجہ جنت میں سکونت پذیر ہو۔ تمہیں فتح دی گئی اور انہوں نے کہا کہ اے احمد، تم اور تمہاری زوجہ جنت میں سکونت پذیر ہو تمہیں فتح دی گئی اور انہوں نے کہا کہ لیت ولعل کیلئے وقت نہیں یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے پھر گئے، ان کو فارس کے ایک شخص نے جواب دیا۔ خدا اپنی عنایت سے اس کی مساعی قبول کرے۔ یا وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک فتحمند جماعت ہیں۔ (ان کی) پوری جماعت کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے گا اور پشت موڑ دی جائے گی۔ تم ہمارے پہلو میں ہو، مضبوطی کے ساتھ قائم اور معتبر۔"

صفحہ ۴۰ پر وہ کہتا ہے: "کہو کہ خدا کا نور تم تک آگیا ہے اس لیے کفر نہ کرو، اگر تم ایمان والے ہو۔ یا تم ان سے انعام مانگتے ہو اور اس لیے وہ قرض کے وزن سے دب گئے ہیں۔ ہم نے ان تک حق پہنچا دیا ہے۔ لیکن وہ حق کے مخالف ہیں۔ لوگوں سے لطف کے ساتھ پیش آؤ اور ان پر رحم کھاؤ۔ تم ان کے درمیان بمنزلہ موسیٰ کے ہو۔ صبر سے کوشش کئے جاؤ وہ جو کچھ کہیں۔ کہنے دو۔ شاید تم اپنے آپ کو تھکانے جا رہے ہو مبادا وہ منکر ہو جائیں۔ اس کی پیروی نہ کرو جس کا تمہیں علم نہ ہو۔ مجھے ان کے بارے میں مخاطب نہ کرو جنہوں نے گناہ کئے۔ وہ یقیناً غرق ہونے والے ہیں۔ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری تجویزوں کے مطابق پناہ گاہ بناؤ۔ یقیناً جو تمہاری اطاعت کا عہد کرتے ہیں وہ واقع میں خدا کی اطاعت کا عہد کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں سے افضل ہے جب کہ وہ جو کافر تھا، تمہارے خلاف سازش کر رہا تھا۔ اے ہامان میرے لیے آگ روشن کرو۔ شاید میں موسیٰ کے خدا کو دیکھ سکوں۔ درحقیقت میں اسے ان میں سے سمجھتا ہوں جو جھوٹ بولتے ہیں۔ ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو۔ اس کے لیے نہیں تھا کہ اس میں داخل ہو سوائے خوف کے اور جو کچھ تم پر گذری وہ خدا کی طرف سے تھا۔"

کچھ دوسری مثالیں 'تحفۂ بغداد' میں صفحہ ۲۱ سے ۴۱ تک ملتی ہیں۔

غلام کہتا ہے: "میں تم پر ایک برکت نازل کروں گا اور اس کے انوار ظاہر کروں گا۔ تاکہ سلوک وسلطان تمہارے لباس کو چھو کر اس سے برکت کے طالب ہوں۔" اور اس (خدا) نے کہا: میں ان پر تاؤ رکھتا ہوں جنہوں نے تمہیں ذلیل کرنا چاہا۔ اور یقیناً تمہاری طرف سے ٹھٹھا اڑانے والوں سے نمٹنا ہمارا ذمہ ہے۔ اے احمد تم پر خدا کی برکت ہے کیوں کہ جب تم نے پھینکا یہ تم نہیں تھے بلکہ خدا تھا جس نے پھینکا۔ وہ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے تمام (دوسرے) مذاہب سے ممتاز کر سکے۔ کہو کہ مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں ایمان لانے والوں میں سب سے پہلا ہوں۔ کہو کہ حق آپہنچا اور باطل مٹ گیا۔ یقیناً باطل کو مٹنا ہی تھا۔ محمد کی طرف سے سبھی برکتیں۔ مبارک ہے وہ جو علم رکھتا ہے اور جو سیکھتا ہے اور کہو کہ اگر یہ میری اختراع ہے تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور انہوں نے سازش کی اور خدا نے سازش کی لیکن سازش کرنے والوں میں خدا بہترین ہے وہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُسے تمام (دوسرے) مذاہب سے ممتاز کر سکے۔ خدا کے الفاظ کوئی نہیں بدل سکتا۔ میں تمہارے ساتھ ہوں، لہٰذا میرے ساتھ رہو۔ خدا کا ساتھ پکڑے رہو چاہے کہیں بھی ہو، تم جہاں ہوگے وہاں خدا کا چہرہ ہوگا۔"

"تم انسانوں میں بہترین امت ہو اور مومنین کا فخر ہو خدا کی تشفی سے مایوس نہ ہو۔ کیوں کہ خدا کی تشفی قریب ہے اور خدا کی نصرت قریب ہے۔ وہ ہر ایک تنگ گھاٹی سے تمہاری طرف آئیں گے۔ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ تمہیں میری مدد ملے گی۔ جسے آسمان سے ہمارا الہام حاصل ہوگا۔ خدا کے الفاظ کوئی نہیں بدل سکتا۔ تم آج ہمارے پہلو میں ہو، مضبوطی کے ساتھ قائم اور معتبر۔ انہوں نے کہا کہ یہ جعل سازی کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ کا نام لو اور انہیں ان کے مباحث میں کھیلتے ہوئے ان کے حال پر چھوڑ دو۔ یقیناً تم پر میری رحمت ہے اس دنیا میں اور آخرت میں۔ اور تم ان میں سے ہو جن کے لیے نصرت بخشی گئی۔ اے محمد، تمہارے لیے بشارت ہے تم میرے محبوب ہو اور میری معیت میں ہو۔ میں نے تمہاری عظمت کا پودا اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ اگر لوگ تعجب کریں تو کہہ دو کہ وہ خدا ہے اور وہ عجیب ہے وہ جس سے بھی خوش ہوتا ہے اس کے ساتھ فیاضی کا برتاؤ کرتا ہے جو کچھ وہ کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے پوچھ گچھ نہیں ہو سکتی۔ مگر ان سے پوچھ گچھ ہوگی۔ ان کی ہم عوام الناس میں حال ہی میں تشہیر کریں گے۔ جب خدا اعانت والوں کی مدد کرتا ہے تو ان سے رشک کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ لوگوں سے لطف وکرم سے پیش آؤ۔ اور ان پر رحم کرو۔ تم ان کے درمیان بمنزلہ موسیٰ کے ہو۔ نا انصاف لوگوں کا ظلم صبر کے ساتھ برداشت کرو۔ لوگ ایسی حالت میں چھوڑ دیا جانا پسند کرتے ہیں جہاں وہ کہہ سکیں "ہم ان پر بغیر آزمائش کئے ایمان لائے۔" سو آزمائش یہی ہے۔ لہٰذا مستقل مزاج لوگوں کی طرح صبر کے ساتھ برداشت کرو۔ لیکن یہ آزمائش خدا کی طرف سے ہے اسی کی عظیم محبت کیلئے۔ تمہارا انعام خدا کے یہاں ہے۔ اور تمہارا رب تم سے راضی ہوگا اور تمہارے نام کو مکمل کرے گا۔ اور اگر تم کو صرف نامعقولیت کا گُندا سمجھتے ہیں تو کہو کہ میں صادق ہوں اور کچھ دیر میری نشانی کا انتظار کرو۔"

"تعریف ہو اس خدا کی جس نے تمہیں مسیح ابن مریم بنایا کہو کہ یہ خدا کا فضل ہے، اور میں خطاب کرنے کی تمام شکلوں سے عاری ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں ایک ہوں۔ وہ اپنی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کریں گے لیکن خدا اپنے نور کی تکمیل کرتا ہے اپنے دین کا احیاء کرتا ہے تم چاہتے ہو کہ ہم آسمان سے تم پر آیتیں نازل کریں اور تم دشمنوں کا قلع قمع کردو۔ الرحمٰن نے اپنا حکم اپنے نمائندوں کو عطا کیا ہے۔ اس لیے خدا پر بھروسہ رکھو اور ہماری نظر کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق پناہ گاہ تعمیر کرو۔ جو تمہاری اطاعت کا عہد کرتے ہیں اور اللہ حقیقت میں وہ اپنی اطاعت کا عہد کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں سے افضل ہے اور وہ لوگ جو عذاب کے مستحق ہیں وہ سازش کرتے ہیں۔ اور اللہ سازش کرنے والوں میں بہترین ہے۔ کہو میرے پاس اللہ کی تصدیق ہے۔ پھر کیا تم مسلمان ہو؟ میرے ساتھ میرا رب ہے وہ میری رہبری کرے گا۔ میرے رب نے مجھے دکھایا کہ تم کس طرح مردوں کو زندہ کر دیتے ہو۔ میرے رب معاف کر اور آسمانوں پر سے رحم کر مجھے تنہا نہ چھوڑ، حالانکہ تم خیر الوارثین ہو۔ اے رب، محمد کی امت کی اصلاح کر۔ اے ہمارے رب ہمیں اور ہماری قوم کے جو لوگ حق پر ہیں انہیں ایک جگہ اکٹھا کر کیوں کہ تم ان سب سے بہترین ہو جو (نزاعی معاملوں میں) صلح صفائی کراتے ہیں وہ تمہیں دوسرے معبودوں سے ڈراتے ہیں تم ہماری نگاہوں میں ہو۔ میں نے تمہیں المتوکل کہہ کر پکارا ہے۔ خدا اپنے عرش سے تمہاری تعریف کرتا ہے، اے احمد ہم

تمہاری تعریف کرتے ہیں اور تم پر برکت بھیجتے ہیں۔ تمہارا نام مکمل کیا جائے گا۔ لیکن میرا نہیں۔ اس دنیا میں ایک اجنبی یا مسافر کی طرح رہو۔ راست بازوں اور نیک لوگوں کے درمیان رہو۔ میں نے تمہیں چنا اور تمہاری طرف اپنی محبت پھینکی ہے اے ابنائے فارس توحید اختیار کرو اور ان کے لیے خوشخبری لاؤ جو ایمان لائے اس امر پر کہ وہ اپنے رب کے ساتھ یقینی تعلقات رکھتے ہیں۔ خدا کی مخلوق کے سامنے منہ نہ بناؤ لوگوں سے بیزار نہ ہو۔ مسلمانوں پر اپنے بازو نیچے کردو۔"

"اے وہ لوگو جو سوال جواب کرتے ہو! تمہیں ان کے بارے میں کس ذریعے بتایا جو سوال جواب کرتے ہیں تم ان کی آنکھوں سے جاری ہوتا دیکھو گے اور وہ تم پر اللہ کی برکتیں بھیجیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے ایک شخص کو سنا ہے۔ ایمان کی طرف بلاتے ہوئے۔ اے رب ہم ایمان لائے لہٰذا ہمارا نام شاہدین میں لکھ لے۔ تم عجیب ہو۔ تمہارا انعام قریب ہے اور تمہارے ساتھ آسمان اور زمین کے سپاہی ہیں۔ میں تمہیں اپنی وحدانیت اور انفرادیت کے بمنزلہ سمجھتا ہوں۔ وقت آگیا ہے کہ تمہاری مدد کی جائے اور تم عوام الناس میں متعارف ہو اے احمد تم پر خدا کی برکت ہو۔ جو برکت خدا نے تم پر کی، وہ تمہیں حقیقت میں پہلے حاصل تھی۔ تم میری حضوری میں عالی رتبہ ہو۔ میں نے تمہیں خود اپنے لیے منتخب کیا اور تمہیں اپنے وتیرہ پر نافذ کیا۔ جو مخلوق کے لیے نامعلوم ہے یقیناً خدا تمہیں اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک برائی اور بھلائی میں تمیز نہ ہو جائے۔ یوسف اور اس کی کامیابی پر نظر رکھو اللہ اس کے معاملات کا مالک ہے۔ لیکن لوگوں کی اکثریت اس سے ناواقف ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ (زمین پر) میرا خلیفہ ہو۔ اس لیے میں نے آدم کی تخلیق کی تاکہ وہ دین کا احیاء کر سکے اور شریعت کو قائم کر سکے۔ کتاب ذوالفقار علی ولی۔ اگر ایمان کو ثریا کے ساتھ باندھ دیا گیا ہوتا تو بھی اہل فارس اس تک پہنچ جاتے۔ اس کا روغن روشنی پھیلاتا حالانکہ اسے آگ نے ذرا بھی نہ چھوا ہوتا۔ خدا رسولوں کے حلیے میں تھا۔ کہو اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو میری پیروی کرو اور اگر خدا تم سے محبت کرے گا۔ اور محمد اور اس کی آل پر درود بھیجو وہ تمام ابنائے آدم کے سردار اور خاتم النبیین ہیں۔ تمہارا رب تم پر مہربان ہے اور خدا تمہارا دفاع مہیا کرے گا۔ اور اگر لوگ تمہارا دفاع نہیں کرتے، خدا تمہارا دفاع مہیا کرے گا اگرچہ کہ دنیا کے لوگوں میں سے ایک شخص بھی تمہارا دفاع نہ کرے۔ ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور اس کی بربادی ہو۔ اس کے لیے نہیں تھا کہ وہ اس میں داخل ہو سوائے خوف کے۔ اور جو کچھ تم پر گزری وہ خدا کی طرف سے تھا اور جہاں لوگ انعام متقیوں کے لیے ہے اور اگر تم ہم خاندان اور اہل قرابت ہوتے۔ یقیناً ہم انہیں ایک نشانی اس عورت میں دکھائیں گے جو پہلے سے شادی شدہ ہے اور اسے تمہاری طرف واپس بھیج دیں گے۔ اپنی طرف سے رحم کے طور پر۔ یقیناً ہم باعمل ہو گئے ہیں اور انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور ان میں شامل ہوئے جنہوں نے میرا مضحکہ اڑایا۔ تمہارے رب کی طرف سے بشارت ہو تمہیں نکاح الحق کی۔ لہٰذا میری احسان فراموشی نہ کرو ہم نے اس کا نکاح تم سے کیا۔ خدا کے الفاظ کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور ہم اسے تمہارے لیے بحال کرنے جا رہے ہیں۔ یقیناً تمہارا رب جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے یہ ہماری فیاضی ہے تاکہ یہ ایک نشانی ہو دیکھنے والوں کے لیے۔ دو آنکھیں قربان کر دی جائیں گی تمام ذی روح چیزیں دل کو فنا ہوتا ہے اور ہم انہیں اپنی نشانیاں آسمانوں میں، خود انہیں دکھائیں گے۔ اور ہم انہیں فاسقین کی سزا دکھائیں گے۔

"جب خدا کی نصرت اور فتح آتی ہے اور زمانہ کی تقدیر ہمارے ہاتھ میں آتی ہے۔ تو کیا یہ ہمارا حق نہیں ہے۔ لیکن جنہوں نے اس پر یقین نہیں کیا انہوں نے واضح غلطی کی۔ تم ایک پوشیدہ خزانے تھے، اس لیے میں نے ظاہر کرنا چاہا۔ آسمان اور زمین آپس میں ملے ہوئے تھے اور ہم نے انہیں چاک کر کے کھول دیا۔ کہو کہ میں ایک بشر ہوں جس پر وحی آتی ہے لیکن یقیناً تمہارا خدا ایک ہے اور تمام نیکی قرآن میں ہے۔ جسے صرف انہیں ہی چھونا چاہیے۔ جو پاک ہوں۔ حقیقت میں میں ایک طویل عرصہ تمہارے درمیان رہ چکا ہوں قبل اس کے (آنے کے) پھر کیا تم میں ذرا بھی عقل نہیں۔

"کہو کہ اللہ کی ہدایت، ہدایت ہے اور میرا رب میری معیت میں ہے۔ اے رب میری مغفرت کر اور آسمان سے مجھ پر مہربان رہ۔ اے رب میں مغلوب ہوں۔ لیکن فاتح ہوں گا۔ ایلی ایلی تم نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اے اللہ القادر کے بندے، میں تیرے

ارشادِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

وعن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من لقی اللہ لا یشرک بہ شیئا ویصلی الخمس ویصوم رمضان غفر لہ قلت افلا ابشرھم یا رسول اللہ قال دعھم یعملوا (احمد)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے۔ موت کے بعد جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو اور پنجگانہ نماز ادا کی ہو اور رمضان شریف کے روزے رکھے ہوں تو اس کی بخشش ہو جائے گی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں یہ خوشخبری لوگوں کو سنا دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ انہیں عمل کرنے دو۔

وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل المنافق کالشاۃ العائرۃ بین الغنمین تعیر الی ھذہ مرۃ والی ھذہ مرۃ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو نر کی خواہشمند ہو اور اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے کبھی ایک گروہ میں جاتی ہے تو کبھی دوسرے گروہ میں جاتی ہے۔ (باب الکبائر وعلامات النفاق)

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا زنی العبد خرج منہ الایمان فکان فوق رأسہ کالظلۃ فاذا اخرج من ذالک العمل رجع الیہ الایمان (رواہ الترمذی وابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی مومن بندہ بدکاری کرتا ہے تو اس کا ایمان اس کے دل سے نکل جاتا ہے اور اس کے سر پر سائے کی طرح منڈلانے لگتا ہے۔ اس کے بعد جب یہ بندہ عمل بد سے فارغ ہو جاتا ہے تو ایمان دوبارہ اپنے مقام پر لوٹ آتا ہے۔ (باب الکبائر وعلامات النفاق)

ساتھ ہوں۔ میں تمہیں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ میں نے تمہارے لیے اپنی مہربانی اور اپنی قدرت کا پودا اپنے ہاتھ سے بویا ہے۔ اور آج تم میرے ساتھ ہو، مضبوطی سے قائم اور معتبر۔ میں تمہارا ہمیشہ حاضر رہنے والا ہاتھ ہوں، میں تمہارا خالق ہوں میں نے تمہارے اندر صدق کی روح پھونکی اور اپنی محبت تمہاری طرف پھینکی ہے۔ تاکہ تم میری نظروں کے سامنے ایک تخم کی طرح اپنی نشوونما کرو جیسے پہلے اس کا انکھوا پھوٹتا ہے پھر اس میں مضبوطی آتی ہے اور یہ توانائی کے ساتھ بڑھ کر اپنے ڈنٹھل پر سیدھا کھڑا ہوتا ہے۔ حقیقت میں ہم نے تمہیں فتح مبین عطا کی۔ تاکہ خدا تمہارے وہ گناہ معاف کر دے جو پہلے سرزد ہوئے اور جو ہنوز ہونے والے ہیں۔ لہذا شکریہ ادا کرو۔ خدا نے اپنے بندہ کو قبول کیا اور اُسے اس سے بری کیا جو لوگ کہتے ہیں اور وہ خدا کی نظروں میں ایک مقبول بندہ تھا۔ لیکن جب خدا نے اپنی تجلی پہاڑ پر بے نقاب کی تو وہ سفوف بن گیا۔ خدا کمزور کو کافروں کی مکاری بنا دیتا ہے۔ تاکہ ہم اس سے اپنی رحمت کے خیال سے لوگوں کے لیے ایک نشانی بنا دیں اور اس لیے بھی کہ اُسے ہم سے عظمت ملے۔ اس طرح ہم انہیں انعام دیتے ہیں جو بخوبی کام کرتے ہیں۔ تم میرے ساتھ ہو اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میرا راز تمہارا راز ہے۔ اولیاء کے اسرار ظاہر نہیں کیے جائیں گے۔ تم حق مبین پر ہو، اس دنیا میں اور آخرت میں ممتاز اور مقربین میں ہو۔ بے شرم شخص صرف اپنی موت کے وقت یقین کرے گا۔ وہ میرا دشمن ہے اور تمہارا دشمن ہے۔ ایک گئوسالہ، ایک جسم واہمہ، ذلیل و خوار۔ کہو، میں خدا کا حکم ہوں اور عجلت کرنے والوں میں سے نہ ہو۔"

"غیبوں کا چاند تمہارے پاس آئے گا اور تمہارا حکم خوب چلے گا اور ہم نے ایمان والوں کی نصرت کا وعدہ کیا ہے۔ وہ دن جب آئے گا اور حقیقت ظاہر ہوگی اور کھونے والے کھوئیں گے تو تم دیکھو گے کہ ناعاقبت اندیش سجدہ میں جھکے ہوئے کہتے ہوں گے، اے رب ہمیں معاف کر دے کیونکہ ہم غلطی پر تھے۔ آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں۔ خدا تمہیں معاف کر دے گا وہ ارحم الرحمین ہے۔ تمہاری موت جب آئے گی تو میں تم سے مطمئن ہوں گا اور تم پر سلامتی ہوگی۔ اس لئے بے خوف ہو کر اس میں داخل ہو۔"

قادیانی فرقہ کی ہندوؤں میں منظور نظر بننے کی کوشش اور اس پر ہندوؤں کو مسرت

اعلان کے صفحہ ۳۴ پر وہ کہتا ہے "دینی جلسوں پر مسلمان ہندو، آریہ، عیسائی اور سکھ مقرروں کی تقریریں ہوتی ہیں ہر ایک مقرر اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرتا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ دوسروں کے مذہب پر تنقید نہ کرے اپنے دین کی تائید میں وہ جو کچھ بھی کہنا چاہے، کہہ سکتا ہے۔ مگر تہذیب و اخلاق کا خیال کرتے ہوئے۔"

یہ بات جاننے کے لائق ہے کہ ہندوستان میں قومی لیڈروں نے قادیانی مذہب کے تصور کا خیر مقدم کیا ہے کیوں کہ یہ ہندوستان کو تقدس عطا کرتا ہے اور بطور قبلہ اور روحانی مرکز حجاز کے بجائے ہندوستان کی طرف منہ کرنے کیلئے مسلمانوں کی ہمت افزائی کرتا ہے اور چونکہ یہ مسلمانوں میں ہندوستان سے متعلق حب الوطنی کو فروغ دیتا ہے۔ یا وہ ایسا سوچتے ہیں.... پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف ہنگاموں کے دوران کچھ بڑے ہندو اخباروں نے قادیانیوں کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کیا اور ان کی حمایت میں مضامین شائع کئے اور اپنے قارئین سے کہا کہ بقیہ مسلم فرقہ کے خلاف قادیانیوں کی حمایت و تائید ایک فرض تھا اور یہ کہ پاکستان میں قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان نزاع اصل میں ایک طرف عرب رسالت اور اس کے پیروؤں اور دوسری جانب ہندوستانی رسالت اور اس کے پیروؤں کے درمیان آویزش اور رقابت تھی۔ ہندوستان میں انگریزی کے ایک مقتدر اخبار (اسٹیٹسمین) کے نام جس نے یہ مسئلہ اٹھایا تھا، ایک خط میں ڈاکٹر اقبال نے کہا: "قادیانیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی حریف رسالت کی بنیاد پر ایک نئے فرقے کی تشکیل کی ایک منظم کوشش ہے۔"

ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کو جواب دیتے ہوئے، جنہوں نے اپنی ایک تقریر میں تعجب ظاہر کیا تھا کہ مسلمان قادیانیت کو اسلام سے جدا قرار دینے کے لیے کیوں اصرار کرتے ہیں جب وہ بہت سے مسلم فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے، ڈاکٹر اقبال نے جواب دیا:

"قادیانیت نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہندوستانی نبی کے لیے ایک نیا فرقہ تراشنا چاہتی ہے۔"

انہوں نے یہ بھی کہا: "قادیانی مذہب ہندوستان میں مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے لیے یہودی، فلسفی، اسپنوزا، کے عقائد سے زیادہ خطرناک ہے جو یہودی نظام کے خلاف بغاوت کر رہا ہے۔"

ڈاکٹر محمد اقبال عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کے، اسلام کے اجتماعی ڈھانچے اور امت مسلمہ کے اتحاد کے محافظ کے طور پر، قائل تھے۔ وہ اس کے بھی قائل تھے کہ اس عقیدہ کے خلاف کوئی بھی بغاوت کسی بھی رواداری یا صبر و تحمل کی مستحق نہیں تھی کیونکہ یہ اسلام کی رفیع الشان عمارت کی بنیاد پر ضرب پہنچا کر منہدم کرنے والی کلہاڑی کا کام کرتی ہے۔ 'اسٹیٹسمین' کے نام اپنے مذکورہ بالا خط میں انہوں نے لکھا:

"یہ عقیدہ کہ محمد خاتم النبیین ہیں ایک بالکل صحیح خط فاصل ہے اسلام اور ان دیگر مذاہب کے درمیان جن میں خدا کی وحدانیت کا عقیدہ مشترک ہے اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر متفق ہیں مگر سلسلۂ وحی جاری رہنے اور رسالت کے قیام پر ایمان رکھتے ہیں جیسے ہندوستان میں برہمو سماج۔ اس خط فاصل کے ذریعہ یہ طے کیا جا سکتا ہے کہ کونسا فرقہ اسلام سے متعلق ہے اور کون سا اس سے جدا ہے۔ میں تاریخ میں کسی ایسے مسلم فرقے سے ناواقف ہوں جس نے اس خط کو پار کرنے کی جرأت کی ہو۔"

مرزا محمود ابن غلام احمد اور موجودہ قادیانی خلیفہ نے اپنی کتاب 'آئینۂ صداقت' میں کہا ہے،

"ہر وہ مسلمان جس نے مسیح موعود کی بیعت نہیں کی خواہ اُس نے ان کے بارے میں سُنا یا نہیں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔" (صفحہ ۳۵)

یہی بیان اس نے عدالت کے سامنے دیا اور کہا، ہم مرزا غلام احمد کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن غیر احمدی (یعنی غیر قادیانی) ان کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔ قرآن کہتا ہے کہ جو کوئی بھی نبیوں میں سے کسی نبی کی نبوت سے انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔ چنانچہ غیر احمدی کافر ہیں۔"

خود غلام احمد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ:

"ہم ہر معاملے میں مسلمانوں سے اختلاف رکھتے ہیں۔

اللہ میں، رسول میں، قرآن میں، نماز میں، روزہ میں، حج میں اور زکوٰۃ میں۔ ان سبھی معاملوں میں لازمی ہمارے درمیان اختلاف ہے۔" (الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

ڈاکٹر اقبال کے مطابق قادیانی اسلام سے سکھوں کی بہ نسبت زیادہ دور ہیں۔ جو کہ کٹر ہندو ہیں۔ انگریزی حکومت نے سکھوں کو ہندوؤں سے جداگانہ فرقہ (غیر ہندو اقلیت) تسلیم کیا ہے۔ حالانکہ اس اقلیت اور ہندوؤں میں سماجی، مذہبی اور تہذیبی رشتے موجود ہیں اور ان دونوں فرقے کے لوگ آپس میں شادی بیاہ کرتے ہیں جب کہ قادیانیت مسلمانوں کے ساتھ شادی ممنوع قرار دیتی ہے اور ان کے بانی نے مسلمانوں کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھنے کا بڑی سختی سے حکم دیتے ہوئے کہا "مسلمان حقیقت میں کھٹا دودھ ہیں اور تم تازہ دودھ ہیں۔"

لاہوری جماعت اور اس کے باطل عقائد

غلام احمد اور اس کے جانشین نور الدین کے زمانے میں قادیانی مذہب میں صرف ایک فرقہ تھا۔ لیکن نور الدین کے آخری زمانۂ حیات میں قادیانیوں میں کچھ اختلاف پیدا ہوئے نور الدین کے مرنے کے بعد یہ لوگ دو جماعتوں میں منقسم ہو گئے۔ قادیانی جماعت جس کا صدر محمود ابن غلام احمد ہے اور لاہوری جماعت جس کا صدر اور لیڈر محمد علی ہے جس نے قرآن کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ قادیان کی جماعت کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ غلام احمد نبی اور رسول تھا۔ جبکہ لاہوری جماعت بظاہر غلام احمد کی نبوۃ کا اقرار نہیں کرتی۔ لیکن غلام احمد کی کتابیں اس کے دعویٰ نبوۃ و رسالت سے بھری پڑی ہیں۔ اس لیے وہ کیا کر سکتے ہیں؟

لاہوری جماعت کے اپنے مخصوص عقائد ہیں جن کی وہ اپنی کتابوں کے ذریعہ تبلیغ کرتے ہیں۔ وہ اس پر ایمان نہیں رکھتے کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ محمد علی کے مطابق جو اس جماعت کا لیڈر ہے، عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ محمد علی نے اپنے عقیدہ کی موافقت میں کچھ آیات میں تحریف بھی کی ہے (دیکھئے اس کی کتاب عیسیٰ اور محمد صفحہ ۷۶)

مجلہ اسلامیہ، (دی اسلامک ریویو) جو انگلینڈ میں وو کنگ سے شائع ہونے والا اس جماعت کا رسالہ ہے، میں ایک بار ڈاکٹر مارکوس کا مضمون شامل تھا۔ جس میں لکھا تھا۔

"محمد علیہ السلام اعلان کرتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کے باپ تھے۔" اس رسالہ نے اس جملہ پر کبھی رائے زنی نہیں کی کیونکہ یہ ان کے مذہبی عقیدہ کے مطابق تھا۔

اپنے ترجمۂ قرآن میں محمد علی نے لفظی ترجمہ کی قاعدہ کی تقلید کی۔ لیکن اپنے کیے ہوئے لفظی ترجمہ کی تفسیر صفحے کے نیچے حاشیہ پر کی۔ اپنی تفسیر میں اس نے اسی تاویل کی پابندی کی جو اس کے اپنے مذہبی عقیدہ کے مطابق تھی۔ جیسا کہ اس نے مندرجہ ذیل قرآنی آیت کے ساتھ کیا:

"میں تمہارے لئے مٹی سے، جیسی کہ وہ تھی، ایک چڑیا بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں اور یہ خدا کی اجازت سے چڑیا بن جاتی ہے اور میں انہیں اچھا کرتا ہوں جو پیدائشی اندھے اور کوڑھی تھے۔ اور میں خدا کی اجازت سے مُردوں کو زندہ کر دیتا ہوں۔"

اس نے اس آیت کی تاویل میں ان کا طریقہ اختیار کیا جو معجزات میں ایمان نہیں رکھتے اور اس کے معانی میں ان کے طریقہ پر تصرف کیا جو نہیں جانتے کہ قرآن نہایت شستہ عربی زبان میں نازل ہوا۔

ختم شد

میں اس کا بیٹا ہوں جسکے آگے بنی مخزوم سے لیکر بنی ہاشم تک کی گردنیں جھکتی ہیں۔

اس چوکٹے کا کچھ حصہ پچھلے شمارہ نمبر ۱۷ میں شائع ہونے سے رہ گیا تھا اس لیئے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے (ادارہ)

اگر یہ لوگ فصیح و بلیغ نہ ہوتے تو میں ان کی گردنیں اڑا دیتا حجاج بن یوسف نے ایک موقعہ پر پولیس کے افسر اعلیٰ کو حکم دیا کہ وہ رات کو گشت کیا کرے اور عشاء کے بعد اگر کسی کو نشہ کی حالت میں پھرتا ہوا پائے تو اس کی گردن اتار دے ایک رات وہ حسب معمول گشت کر رہا تھا کہ اس کو تین نوجوان جھوم کر چلتے ہوئے مل گئے۔ وہ نشہ کی حالت میں تھے۔ سپاہیوں کے ایک دستے نے انہیں گھیر لیا اور ان کے سالار اعلیٰ نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور تمہیں امیر کے حکم سے سرتابی کی جرأت کیوں ہوئی۔ اس پر ایک نوجوان نے کہا۔

"میں اس باپ کا بیٹا ہوں جس کے آگے بنی مخزوم سے لے کر بنی ہاشم تک کی گردنیں جھک گئی ہیں۔ وہ انتہائی عجز و انکساری سے اس کے آگے جھکتے ہیں اور ان کے اموال اور خون کو اپنے لئے مباح سمجھتے ہیں۔"

سالار نے اس سے کوئی تعرض نہ کیا اور سمجھا کہ شاید یہ امیر کے اعزہ میں سے ہے۔ پھر دوسرے جوان سے مخاطب ہوا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا۔

"میں اس باپ کا بیٹا ہوں کہ جس کی ہنڈیا کبھی چولہے سے نہیں اترتی اور اگر کسی دن اتر بھی جائے۔ تو دوبارہ چڑھا دی جاتی ہے۔

"آپ لوگوں کو دیکھیں گے کہ اس کی آگ کی روشنی کی طرف گروہ در گروہ کھینچے آتے ہیں۔ ان میں سے کچھ اس کے گرد کھڑے اور کچھ بیٹھے ہوتے ہیں۔"

اس نے اس کو بھی چھوڑ دیا اور یہ سمجھا کہ وہ اشراف العرب میں سے ہے پھر تیسرے نوجوان سے پوچھا کہ تم کون ہوتے ہو؟ اس نے فی البدیہہ اس مفہوم کے شعر کہے۔

میں اس باپ کا بیٹا ہوں جو اپنے عزم سے صفوں کو چیر کر رکھ دیتا ہے۔ اور پھر اپنی تلوار سے ان کو سیدھا کر دیتا ہے۔ وہ ایک ایسا شہسوار ہے کہ اس کے قدم اس وقت بھی اپنی جگہ سے نہیں اکھڑتے جب کہ سخت جنگ کے دوران شہسوار بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ سالار دستہ نے اس سے بھی تعرض نہ کیا اور یہ جانا کہ وہ عرب کے کسی مشہور بہادر کا فرزند ہے۔

صبح ان کا معاملہ حجاج کے سامنے پیش ہوا اور انہیں اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ جب ان کی اصلیت معلوم کی گئی تو پہلا نوجوان ایک حجام کا بیٹا نکلا، دوسرے کا باپ ہوٹل چلاتا تھا اور تیسرا جولاہے کا بیٹا تھا۔ حجاج ان کی فصاحت و بلاغت پر بڑا متعجب ہوا اور اپنے ہم نشینوں سے کہا کہ اپنی اولاد کو ادب سکھاؤ۔ خدا کی قسم اگر ان کی فصاحت و بلاغت نہ ہوتی تو میں نے انہیں قتل کرا دیا ہوتا۔

جنّت میں گھر بنائیے

ارشادِ نبوی ﷺ

"جس نے اللہ کیلئے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائینگے"

سب سے اچھی جگہ مسجدیں ہیں
—— الحدیث

پُرانی نمائش چوک پر واقع

"جامع مسجد بابُ الرحمت (ٹرسٹ)

خستہ حالی اور بوسیدہ ہوجانے کی وجہ سے شہید کردی گئی ہے اور اب اس کی ازسرِنو تعمیر کا کام شروع ہوچکا ہے۔ اہلِ خیر حضرات اس صدقۂ جاریہ میں دل وجان سے حصہ لیکر مسجد کی تعمیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ اس وقت نقدرقوم کے علاوہ سیمنٹ، لوہا، بجری، ریت اور متعلقہ تعمیری سامان کی اشد ضرورت ہے۔ جو دوست جس صورت میں بھی تعاون کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ:۔ واضح رہے کہ دفتر ختمِ نبوت بھی اسی مسجد میں واقع ہے۔

جامع مسجد بابُ الرحمت (ٹرسٹ)
پُرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ۳، فون نمبر:۔ ۷۷۸۰۳۲۷

اکاؤنٹ نمبر ۴۷۲ الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ